

اردو ترجمہ کے ساتھ



لِلعَلَّامَةِ الشَّيخ مُحَمَّدِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ مُحَمَّدِ الجزري الشافعي رحمه الله



لِلعَلَّامَةِ الشَّيخ سُلَيمانَ بنِ حُسَينِ بنِ مُحَمَّدِ الجمزوري رحمه الله

مع ترجمہ

شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

بانی مدرسہ دار القراء لاہور پاکستان

مكتبة القراءة لاهور

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

١ الْمُقَدِّمَةُ الْجَزَرِيَّةُ

لِلْعَلَّامَةِ الشَّيْخِ شَمْسِ الدِّيْنِ اَبِي الْخَيْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ اِلْجَزَرِيِّ الشَّافِعِيِّ رحمه الله (المتوفی ۸۳۳ھ)

٢ تُحْفَةُ الْأَطْفَالِ

لِلْعَلَّامَةِ الشَّيْخِ سُلَيْمَانِ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ اِلْجَمْزُوْرِيِّ رحمه الله

ترجمہ

شیخ القراء حضرۃ مولانا قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

بانی مدرسہ دار القراء لاہور پاکستان



اردو ترجمہ کے ساتھ 67 تا 96



اردو ترجمہ کے ساتھ 17 تا 65



صرف متن 9 تا 16

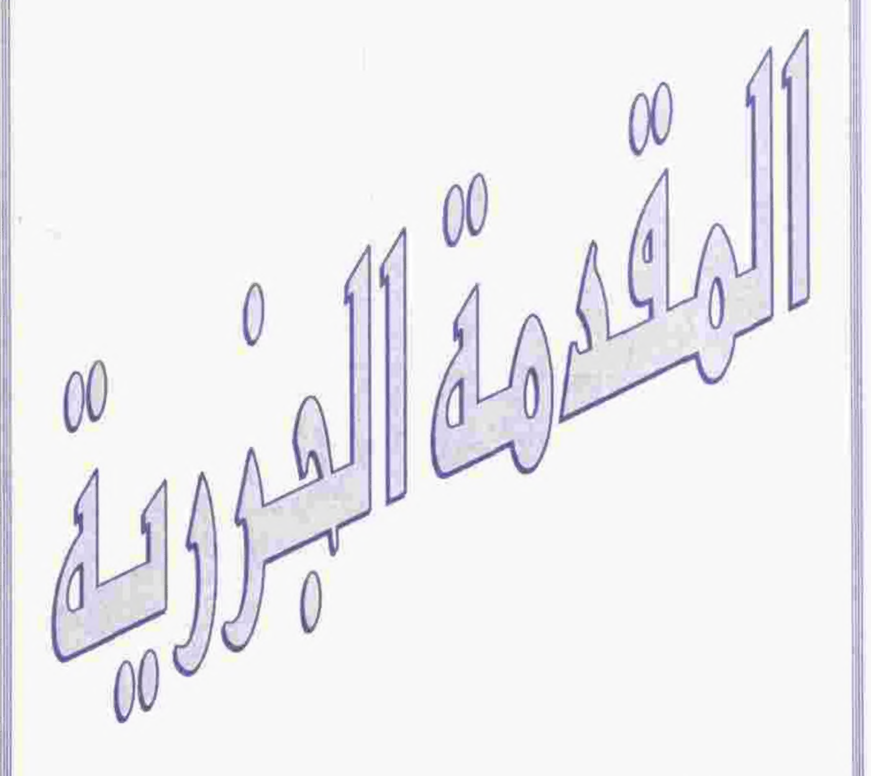




المقدمة الجزرية تحفۃ الاطفال
۴
جملہ حقوق محفوظ ہیں
ناشر
مکتبة القراءة لاهور پاکستان
Computed By
daisydig@saudia.com
مکتبة القراءة لاهور
طلبہ تجوید کے لیے
ایک بیش بہا اور گرانقدر تحفہ
شرح جزری
الشاطبية
اجراء التجويد
التقاریر الشرفية
المقدمة الجزرية
0333-4496052
042-37381468
042-37223210
042-35853171

المقدمة الجزرية

تحفة الاطفال



لِلْعَلَّامَةِ الشَّيْخِ شَمْسُ الدِّيْنِ أَبِي الْخَيْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ
مُحَمَّدِ إِلْجَزَرِيِّ الشَّافِعِيِّ رحمه الله (المتوفی ۸۳۳ھ)

ترجمہ

شیخ القراء حضرۃ قاری محمد شریف نور اللہ مرقدہٗ
بانی مدرسہ دار القراء لاہور، پاکستان

مکتبۃ القراءۃ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا امابعد: شرح [1] سے الگ کر کے صرف ترجمہ کے ساتھ متن اس غرض سے شائع کیا جا رہا ہے کہ طلباء متن اور ترجمہ دونوں کو آسانی کے ساتھ حفظ کر سکیں اور انہیں ایک شعر کے بعد دوسرے شعر کے یاد کرنے کیلئے کئی کئی ورقے پلٹنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

ناظم علام رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک سو سات اشعار میں انتہائی موجزانہ انداز میں تجوید و وقف بلکہ رسم کے بھی بعض ضروری اور اہم مسائل بیان فرما دیئے ہیں۔ اگر طلباء اس مختصر سی نظم کو ترجمہ سمیت حفظ کر لیں تو یہ تمام مسائل ہر وقت ان کے ذہنوں میں مستحضر رہ سکتے ہیں اور مسائل کو نظم میں بیان کرنے سے مقصود بھی یہی ہوتا ہے کہ انہیں حفظ کیا جائے۔ لہٰذا معلّمین کو چاہیئے کہ اپنے شاگردوں کو یہ نظم ترجمہ سمیت حفظ کرا دیں۔ تاکہ ناظم علام رحمہ اللہ کا مقصد پورا ہو اور طلباء بھی ماہر بن جائیں۔

اس بات کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ مختصر اور لفظی [2] ہونے کیساتھ ساتھ بامحاورہ اور سلیس بھی ہو۔ ساتھ ہی اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ تشریحی اور وضاحتی

[1] اس لیے کہ اس سے پہلے شرح کیساتھ شائع ہو چکا ہے۔
[2] مگر لفظی سے مراد تحت اللفظ نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ متن کا کوئی لفظ ترجمہ کے سلسلے میں آنے سے نہیں رہا۔ اس لیے کہ تحت اللفظ ہر جگہ مناسب نہیں ہوتا۔

اَلفاظ سے خالی ہو۔تاکہ طلباء کے ذہن مشوش نہ ہوں، مگر نظم کا دامن چونکہ تنگ ہوتا ہے، اس لیے اسکے ترجمہ کو مربوط بنانے کے لیے وضاحتی اَلفاظ کی پچر بہرحال لگانی ہی پڑتی ہے، ورنہ خلا رہ جاتا ہے۔ تاہم ان اَلفاظ کو قوسین کے ذریعہ اصل ترجمہ سے ممتاز کردیا گیا ہے۔ پس جو لفظ قوسین کے اندر لکھا ہو اس کو متن کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ وہ وضاحتی لفظ ہوگا۔ البتہ جن موقعوں میں وضاحتی اَلفاظ کے بغیر صرف متن کے ترجمہ سے کوئی مفید مطلب نہیں نکلتا، ان میں وضاحتی اَلفاظ کو بھی قوسین سے باہر ہی رکھا گیا ہے۔ مثلاً شعر نمبر ۴۵ کے وَاخْصُصَا الِاطْبَاقَ اَقْوٰی کہ اسکا تحت اللفظ ترجمہ یہ بنتا ہے: ''اور خاص کر دو اطباق کو زیادہ قوی'' اور ظاہر ہے کہ اس سے کوئی مفید مطلب برآمد نہیں ہوتا اس لیے اس کے مقدر کا ترجمہ بھی قوسین سے باہر ہی رکھا گیا ہے، جو وہاں ہی لائق مراجعت ہے۔

بعض موقعوں میں صیغہ یا ترکیب میں دو دو احتمال ہیں، ایسے موقعوں میں دونوں ہی ترجمے لکھ دیئے گئے ہیں۔ پھر بعض مقامات میں تو ایک کو ترجمہ کے کالم میں درج کیا ہے اور دوسرے کو فائدہ کے زیرِ عنوان یا حاشیہ پر لکھا ہے، اور بعض مقامات میں دوسرے کو بھی ترجمہ ہی کے کالم میں ''یا'' کے اضافہ کے ساتھ قوسین میں درج کردیا ہے۔ پس ''یا'' ایسے موقعوں میں دو ترجموں کے درمیان حد فاصل ہے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں۔ دیکھو شعر نمبر ۱۰، ۱۲، اور ۴۷ وغیرہ۔

اردو میں چونکہ عطف کا حرف ''اور'' صرف آخری معطوف پر ہی آتا ہے، درمیانی معطوفات پر نہیں، اس لیے ترجمہ میں بھی اسی اسلوب کو اپنایا ہے اور درمیان میں آنے والے عاطف کا ترجمہ بھی آخری معطوف کے ساتھ ہی درج کیا ہے۔ دیکھو شعر

نمبر ۲۰، ۶۵ وغیرہ۔

ہاں جن موقعوں میں ایک سے زیادہ عاطف آئے ہیں، ان میں سب ہی کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ دیکھو شعر نمبر ۱۶ کا پہلا اور ۱۷ کا دوسرا مصرعہ۔

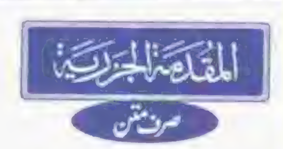
بعض موقعوں میں تحسین کلام کے پیش نظر واؤ کا ترجمہ بجائے "اور" کے "نیز" سے کیا ہے اور حاصل اس کا بھی وہی ہے جو "اور" کا ہے۔ دیکھو شعر نمبر ۳۵ وغیرہ۔ ایسے ہی بعض موقعوں میں متن میں "واؤ" کے نہ ہونے کے باوجود ترجمہ میں لفظ "اور" کا اضافہ کر دیا ہے۔ تاکہ ترجمہ بامحاورہ بن جائے۔ دیکھو شعر نمبر ۹۴ وغیرہ۔

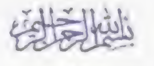
اس سب کے علاوہ ضمائر کے ترجمہ کے ضمن میں ان کے مراجع کو بھی ظاہر کر دیا گیا ہے تاکہ ترجمہ، ترجمہ کی حد تک تشنۂ تکمیل نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

نامناسب ہوگا اگر میں اس موقع پر عزیزی قاری محمد الیاس حضروی سلمہٗ متعلم مدرسہ دار القراء ماڈل ٹاؤن لاہور کا شکریہ نہ ادا کروں، جس نے اس کتابچہ کے منظر عام پر لانے میں میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا، کہ پہلے تالیف کے دوران میں قلم سے معاونت کی اور پھر اسکے بعد طباعت کے سلسلے میں جد و جہد اور سعی و بلیغ کی۔

فَجَزَاهُ اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ وَجَعَلَ سَعْيَهُ مَشْكُورًا

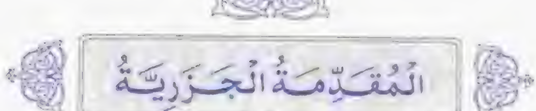
(مترجم)









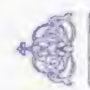


اَلْمُقَدِّمَةُ الْجَزَرِيَّةُ

يَقُوْلُ رَاجِيْ عَفْوِ رَبٍّ سَامِعِ	١	مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِيِّ الشَّافِعِيْ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ	٢	عَلٰى نَبِيِّهٖ وَمُصْطَفٰهُ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ	٣	وَمُقْرِئِ الْقُرْاٰنِ مَعْ مُحِبِّهٖ
وَبَعْدُ اِنَّ هٰذِهٖ مُقَدِّمَهْ	٤	فِيْمَا عَلٰى قَارِئِهٖ اَنْ يَّعْلَمَهْ
اِذْ وَاجِبٌ عَلَيْهِمْ مُحَتَّمْ	٥	قَبْلَ الشُّرُوْعِ اَوَّلًا اَنْ يَّعْلَمُوْا
مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ	٦	لِيَلْفِظُوْا بِاَفْصَحِ اللُّغَاتِ
مُحَرِّرِي التَّجْوِيْدِ وَالْمَوَاقِفِ	٧	وَمَا الَّذِيْ رُسِّمَ فِي الْمَصَاحِفِ
مِنْ كُلِّ مَقْطُوْعٍ وَّمَوْصُوْلٍ بِهَا	٨	وَتَاءِ اُنْثٰى لَمْ تَكُنْ تُكْتَبْ بِهَا

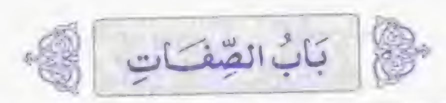


بَابُ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ



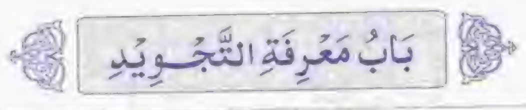
مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرْ	٩	عَلَى الَّذِيْ يَخْتَارُهٗ مَنِ اخْتَبَرْ
فَاَلِفُ الْجَوْفِ وَاُخْتَاهَا وَهِيْ	١٠	حُرُوْفُ مَدٍّ لِّلْهَوَاءِ تَنْتَهِيْ
ثُمَّ لِاَقْصَى الْحَلْقِ هَمْزٌ هَاءُ	١١	ثُمَّ لِوَسْطِهٖ فَعَيْنٌ حَاءُ
اَدْنَاهُ غَيْنٌ خَاءُهَا وَالْقَافُ	١٢	اَقْصَى اللِّسَانِ فَوْقُ ثُمَّ الْكَافُ

أَسْفَلُ وَالْوَسْطُ فَجِيمُ الشِّينُ يَا	١٣	وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهِ إِذْ وَلِيَا
الْاَضْرَاسَ مِنْ اَيْسَرَ اَوْ يُمْنَاهَا	١٤	وَاللَّامُ اَدْنَاهَا لِمُنْتَهَاهَا
وَالنُّونُ مِنْ طَرَفِهِ تَحْتُ اجْعَلُوا	١٥	وَالرَّا يُدَانِيهِ لِظَهْرٍ اَدْخَلُ
وَالطَّاءُ وَالدَّالُ وَتَا مِنْهُ وَمِنْ	١٦	عُلْيَا الثَّنَايَا وَالصَّفِيرُ مُسْتَكِنْ
مِنْهُ وَمِنْ فَوْقِ الثَّنَايَا السُّفْلَى	١٧	وَالظَّاءُ وَالذَّالُ وَثَا لِلْعُلْيَا
مِنْ طَرَفَيْهِمَا وَمِنْ بَطْنِ الشَّفَهْ	١٨	فَالْفَا مَعَ اطْرَافِ الثَّنَايَا الْمُشْرِفَهْ
لِلشَّفَتَيْنِ الْوَاوُ بَاءٌ مِيمُ	١٩	وَغُنَّةٌ مَخْرَجُهَا الْخَيْشُومُ



بَابُ الصِّفَاتِ

صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَرِخْوٌ مُسْتَفِلْ	٢٠	مُنْفَتِحٌ مُصْمَتَةٌ وَالضِّدَّ قُلْ
مَهْمُوسُهَا فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ	٢١	شَدِيدُهَا لَفْظُ اَجِدْ قَطٍ بَكَتْ
وَبَيْنَ رِخْوٍ وَالشَّدِيدِ لِنْ عُمَرْ	٢٢	وَسَبْعُ عُلْوٍ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ حَصَرْ
وَصَادُ ضَادٌ طَاءُ ظَاءٌ مُطْبَقَهْ	٢٣	وَفِرَّ مِنْ لُبِّ الْحُرُوفُ الْمُذْلَقَهْ
صَفِيرُهَا صَادٌ وَزَايٌ سِينُ	٢٤	قَلْقَلَةٌ قُطْبُ جَدٍ وَاللِّينُ
وَاوٌ وَيَاءٌ سَكَنَا وَانْفَتَحَا	٢٥	قَبْلَهُمَا وَالِانْحِرَافُ صُحِّحَا
فِي اللَّامِ وَالرَّا وَبِتَكْرِيرٍ جُعِلْ	٢٦	وَلِلتَّفَشِّي الشِّينُ ضَادًا اِسْتَطِلْ



بَابُ مَعْرِفَةِ التَّجْوِيدِ

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيدِ حَتْمٌ لَازِمٌ	٢٧	مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرَانَ اٰثِمُ

لِأَنَّهُ بِهِ الْإِلٰهُ أَنْزَلَا	٢٨	وَهٰكَذَا مِنْهُ إِلَيْنَا وَصَلَا
وَهُوَ أَيْضًا حِلْيَةُ التِّلَاوَةِ	٢٩	وَزِينَةُ الْأَدَاءِ وَالْقِرَاءَةِ
وَهُوَ إِعْطَاءُ الْحُرُوفِ حَقَّهَا	٣٠	مِنْ صِفَةٍ لَّهَا وَمُسْتَحَقَّهَا
وَرَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ لِّأَصْلِهِ	٣١	وَاللَّفْظُ فِي نَظِيرِهِ كَمِثْلِهِ
مُكَمِّلًا مِّنْ غَيْرِ مَا تَكَلُّفِ	٣٢	بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ
وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ تَرْكِهِ	٣٣	إِلَّا رِيَاضَةُ امْرِئٍ بِفَكِّهِ

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْحُرُوفِ

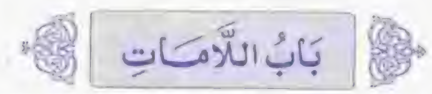


فَرَقِّقَنْ مُّسْتَفِلًا مِّنْ أَحْرُفِ	٣٤	وَحَاذِرَنْ تَفْخِيمَ لَفْظِ الْأَلِفِ
وَهَمْزِ الْحَمْدُ أَعُوذُ إِهْدِنَا	٣٥	اَللّٰهِ ثُمَّ لَامَ لِلّٰهِ لَنَا
وَلْيَتَلَطَّفْ وَعَلَى اللّٰهِ وَلَا الضْ	٣٦	وَالْمِيمَ مِنْ مَّخْمَصَةٍ وَّمِنْ مَّرَضْ
وَبَاءَ بَرْقٍ بَاطِلٍ بِهِمْ بِذِي	٣٧	وَاحْرِصْ عَلَى الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ الَّذِي
فِيهَا وَفِي الْجِيمِ كَحُبِّ الصَّبْرِ	٣٨	رَبْوَةٍ اِجْتُثَّتْ وَحَجِّ الْفَجْرِ
وَبَيِّنَنْ مُّقَلْقَلًا إِنْ سَكَنَا	٣٩	وَإِنْ يَّكُنْ فِي الْوَقْفِ كَانَ أَبْيَنَا
وَحَاءَ حَصْحَصَ أَحَطْتُ الْحَقُّ	٤٠	وَسِينَ مُسْتَقِيمَ يَسْطُو يَسْقُو

بَابُ الرَّاءَاتِ

وَرَقِّقِ الرَّاءَ إِذَا مَا كُسِرَتْ	٤١	كَذَاكَ بَعْدَ الْكَسْرِ حَيْثُ سَكَنَتْ
إِنْ لَّمْ تَكُنْ مِّنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلَا	٤٢	أَوْ كَانَتِ الْكَسْرَةُ لَيْسَتْ أَصْلَا

وَالْخُلْفُ فِي فِرْقٍ لِّكَسْرٍ يُّوجَدْ	٤٣	وَاَخْفِ تَكْرِيْرًا اِذَا تُشَدَّدْ



بَابُ اللَّامَاتِ

وَفَخِّمِ اللَّامَ مِنَ اسْمِ اللّٰهِ	٤٤	عَنْ فَتْحٍ اَوْ ضَمٍّ كَعَبْدُ اللّٰهِ

بَابُ الْاِسْتِعْلَاءِ وَالْاِطْبَاقِ

وَحَرْفَ الْاِسْتِعْلَاءِ فَخِّمْ وَاخْصُصَا	٤٥	الْاِطْبَاقَ اَقْوٰى نَحْوُ قَالَ وَالْعَصَا
وَبَيِّنِ الْاِطْبَاقَ مِنْ اَحَطْتُّ مَعْ	٤٦	بَسَطْتَّ وَالْخُلْفُ بِنَخْلُقْكُّمْ وَقَعْ
وَاحْرِصْ عَلَى السُّكُوْنِ فِيْ جَعَلْنَا	٤٧	اَنْعَمْتَ وَالْمَغْضُوْبِ مَعْ ضَلَلْنَا
وَخَلِّصِ انْفِتَاحَ مَحْذُوْرًا عَسٰى	٤٨	خَوْفَ اشْتِبَاهِهِ بِمَحْظُوْرًا عَصٰى
وَرَاعِ شِدَّةً بِكَافٍ وَّبِتَا	٤٩	كَشِرْكِكُمْ وَتَتَوَفّٰى فِتْنَتَا

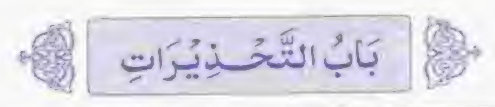
بَابُ الْاِدْغَامِ

وَاَوَّلَيْ مِثْلٍ وَّجِنْسٍ اِنْ سَكَنْ	٥٠	اَدْغِمْ كَقُلْ رَّبِّ وَبَلْ لَّا وَاَبِنْ
فِيْ يَوْمِ مَعْ قَالُوْا وَهُمْ وَقُلْ نَعَمْ	٥١	سَبِّحْهُ لَا تُزِغْ قُلُوْبَ فَالْتَقَمْ

بَابٌ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الضَّادِ وَالظَّاءِ

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّمَخْرَجٍ	٥٢	مَيِّزْ مِنَ الظَّاءِ وَكُلُّهَا تَجِيْ
فِي الظَّعْنِ ظِلِّ الظُّهْرِ عُظْمِ الْحِفْظِ	٥٣	اَيْقِظْ وَاَنْظِرْ عَظْمِ ظَهْرِ اللَّفْظِ

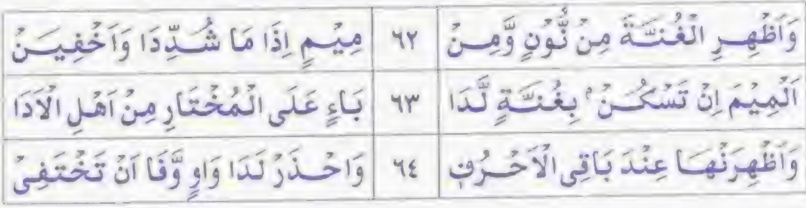
ظَاهِرْ لَظًى شُوَاظُ كَظْمٍ ظَلَمَا	٥٤	اُغْلُظْ ظَلَامِ ظُفُرٍ اِنْتَظِرْ ظَمَا
اَظْفَرَ ظَنًّا كَيْفَ جَا وَعْظٍ سِوٰى	٥٥	عِضِيْنَ ظَلَّ النَّحْلِ زُخْرُفٍ سَوَا
وَظَلْتَ ظَلْتُمْ وَبِرُوْمٍ ظَلُّوْا	٥٦	كَالْحِجْرِ ظَلَّتْ شُعَرَا نَظَلُّ
يَظْلَلْنَ مَحْظُوْرًا مَّعَ الْمُحْتَظِرِ	٥٧	وَكُنْتَ فَظًّا وَّجَمِيْعِ النَّظَرِ
اِلَّا بِوَيْلٍ هَلْ وَاُوْلٰى نَاضِرَهْ	٥٨	وَالْغَيْظِ لَا الرَّعْدِ وَهُوْدٍ قَاصِرَهْ
وَالْحَظِّ لَا الْحَضِّ عَلَى الطَّعَامِ	٥٩	وَفِيْ ضَنِيْنٍ اِلْخِلَافُ سَامِيْ



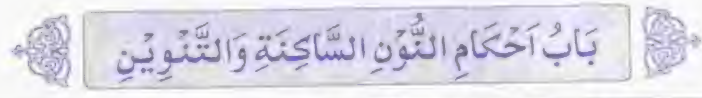
بَابُ التَّحْذِيْرَاتِ

وَاِنْ تَلَاقَيَا الْبَيَانُ لَازِمْ	٦٠	اَنْقَضَ ظَهْرَكَ يَعَضُّ الظَّالِمْ
وَاضْطُرَّ مَعْ وَعَظْتَ مَعْ اَفَضْتُمْ	٦١	وَصَفِّ هَا جِبَاهُهُمْ عَلَيْهِمْ

بَابُ فِيْ حُكْمِ النُّوْنِ وَالْمِيْمِ الْمُشَدَّدَتَيْنِ مَعَ اَحْكَامِ الْمِيْمِ السَّاكِنَةِ



وَاَظْهِرِ الْغُنَّةَ مِنْ نُّوْنٍ وَّمِنْ	٦٢	مِيْمٍ اِذَا مَا شُدِّدَا وَاَخْفِيَنْ
اَلْمِيْمَ اِنْ تَسْكُنْ بِغُنَّةٍ لَّدَا	٦٣	بَاءٍ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ اَهْلِ الْاَدَا
وَاَظْهِرَنْهَا عِنْدَ بَاقِي الْاَحْرُفِ	٦٤	وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَّفَا اَنْ تَخْتَفِيْ



بَابُ اَحْكَامِ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ وَالتَّنْوِيْنِ



وَحُكْمُ تَنْوِيْنٍ وَّنُوْنٍ يُّلْفٰى	٦٥	اِظْهَارُ اِدْغَامٌ وَّقَلْبُ اِخْفَا
فَعِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ اَظْهِرْ وَادَّغِمْ	٦٦	فِي اللَّامِ وَالرَّا لَا بِغُنَّةٍ لَزِمْ

وَادْغِمَنْ بِغُنَّةٍ فِيْ يُوْمِنْ	٦٧	اِلَّا بِكِلْمَةٍ كَدُنْيَا عَنْوَنُوْا
وَالْقَلْبُ عِنْدَ الْبَا بِغُنَّةٍ كَذَا	٦٨	الِاخْفَا لَدَا بَاقِي الْحُرُوْفِ اُخِذَا



بَابُ الْمَدَّاتِ

وَالْمَدُّ لَازِمٌ وَّوَاجِبٌ اَتٰى	٦٩	وَجَائِزٌ وَّهْوَ وَقَصْرٌ ثَبَتَا
فَلَازِمٌ اِنْ جَاءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدْ	٧٠	سَاكِنُ حَالَيْنِ وَبِالطُّوْلِ يُمَدْ
وَوَاجِبٌ اِنْ جَاءَ قَبْلَ هَمْزَةٍ	٧١	مُتَّصِلًا اِنْ جُمِعَا بِكِلْمَةٍ
وَجَائِزٌ اِذَا اَتٰى مُنْفَصِلًا	٧٢	اَوْ عَرَضَ السُّكُوْنُ وَقْفًا مُّسْجَلًا



بَابُ مَعْرِفَةِ الْوَقْفِ وَالِابْتِدَاءِ

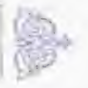
وَبَعْدَ تَجْوِيْدِكَ لِلْحُرُوْفِ	٧٣	لَا بُدَّ مِنْ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ
وَالِابْتِدَاءِ وَهْيَ تُقْسَمُ اِذَنْ	٧٤	ثَلَاثَةً تَامٌ وَّكَافٍ وَّحَسَنْ
وَهْيَ لِمَا تَمَّ فَاِنْ لَّمْ يُوْجَدِ	٧٥	تَعَلُّقٌ اَوْ كَانَ مَعْنًى فَابْتَدِيْ
فَالتَّامُ فَالْكَافِيْ وَلَفْظًا فَامْنَعَنْ	٧٦	اِلَّا رُؤُوْسَ الْاٰيِ جَوِّزْ فَالْحَسَنْ
وَغَيْرُ مَا تَمَّ قَبِيْحٌ وَّلَهٗ	٧٧	يُوْقَفُ مُضْطَرًّا وَّيُبْدَا قَبْلَهٗ
وَلَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ وَّقْفٍ وَّجَبْ	٧٨	وَلَا حَرَامٍ غَيْرِ مَا لَهٗ سَبَبْ



بَابُ مَعْرِفَةِ الْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْصُوْلِ وَالتَّاءِ الْمَجْرُوْرَةِ

وَاعْرِفْ لِمَقْطُوْعٍ وَّمَوْصُوْلٍ وَّتَا	٧٩	فِيْ مُصْحَفِ الْاِمَامِ فِيْمَا قَدْ اَتٰى

مَعْ مَلْجَأَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا	٨٠	فَاقْطَعْ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ أَنْ لَا
يُشْرِكْنَ تُشْرِكْ يَدْخُلَنْ تَعْلُوا عَلَى	٨١	وَتَعْبُدُوا يٰسِينَ ثَانِي هُودَ لَا
بِالرَّعْدِ وَالْمَفْتُوحَ صِلْ وَعَنْ مَا	٨٢	أَنْ لَا يَقُولُوا لَا أَقُولَ إِنْ مَا
خُلْفُ الْمُنَافِقِينَ أَمْ مَنْ أَسَّسَا	٨٣	نُهُوا اقْطَعُوا مِنْ مَا بِرُومٍ وَالنِّسَا
وَأَنْ لَمِ الْمَفْتُوحَ كَسْرُ إِنَّ مَا	٨٤	فُصِّلَتِ النِّسَا وَذِبْحٍ حَيْثُ مَا
وَخُلْفُ الْأَنْفَالِ وَنَحْلٍ وَقَعَا	٨٥	الْأَنْعَامَ وَالْمَفْتُوحَ يَدْعُونَ مَعَا
رُدُّوا كَذَا قُلْ بِئْسَمَا وَالْوَصْلَ صِفْ	٨٦	وَكُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَاخْتُلِفْ
أُوحِيْ أَفَضْتُمْ اشْتَهَتْ يَبْلُوا مَعَا	٨٧	خَلَفْتُمُونِي وَاشْتَرَوْا فِي مَا اقْطَعَا
تَنْزِيلِ شُعَرَا وَغَيْرَهَا صِلَا	٨٨	ثَانِي فَعَلْنَ وَقَعَتْ رُومٍ كِلَا
فِي الشُّعَرَا الْأَحْزَابِ وَالنِّسَا وُصِفْ	٨٩	فَأَيْنَمَا كَالنَّحْلِ صِلْ وَمُخْتَلِفْ
نَجْمَعَ كَيْلَا تَحْزَنُوا تَأْسَوْا عَلَى	٩٠	وَصِلْ فَإِلَّمْ هُودَ أَلَّنْ نَجْعَلَا
عَنْ مَنْ يَشَاءُ مَنْ تَوَلَّى يَوْمَ هُمْ	٩١	حَجٌّ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَقَطْعُهُمْ
تَحِينَ فِي الْإِمَامِ صِلْ وَوُهِّلَا	٩٢	وَمَالِ هَٰذَا وَالَّذِينَ هَٰؤُلَا
كَذَا مِنَ الْ وَهَا وَيَا لَا تَفْصِلِ	٩٣	أَوْ وَزَنُوهُمْ وَكَالُوهُمْ صِلِ



فَصْلٌ فِي هَاءِ التَّأْنِيثِ الَّتِي رُسِمَتْ تَاءً



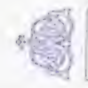
الْأَعْرَافِ رُومٍ هُودَ كَافَ الْبَقَرَهْ	٩٤	وَرَحْمَتُ الزُّخْرُفِ بِالتَّا زَبَرَهْ
مَعًا أَخِيرَاتٌ عُقُودُ الثَّانِ هَمْ	٩٥	نِعْمَتُهَا ثَلَاثُ نَحْلٍ إِبْرَهَمْ
عِمْرَانَ لَعْنَتَ بِهَا وَالنُّورِ	٩٦	لُقْمَٰنَ ثُمَّ فَاطِرٌ كَالطُّورِ

وَامْرَاَتٌ يُوسُفَ عِمْرٰنَ الْقَصَصْ	٩٧	تَحْرِيمَ مَعْصِيَتْ بِقَدْ سَمِعْ يُخَصْ
شَجَرَتَ الدُّخَانِ سُنَّتْ فَاطِرِ	٩٨	كُلًّا وَّالَانْفَالِ وَاُخْرٰى غَافِرِ
قُرَّتُ عَيْنٍ جَنَّتٌ فِيْ وَقَعَتْ	٩٩	فِطْرَتْ بَقِيَّتْ وَابْنَتٌ وَّكَلِمَتْ
اَوْسَطَ الْاَعْرَافِ وَكُلُّ مَا اخْتُلِفْ	١٠٠	جَمْعًا وَّفَرْدًا فِيْهِ بِالتَّآءِ عُرِفْ



بَابُ هَمْزَةِ الْوَصْلِ

وَابْدَاْ بِهَمْزِ الْوَصْلِ مِنْ فِعْلٍ بِضَمْ	١٠١	اِنْ كَانَ ثَالِثٌ مِّنَ الْفِعْلِ يُضَمْ
وَاكْسِرْهُ حَالَ الْكَسْرِ وَالْفَتْحِ وَفِيْ	١٠٢	الَاسْمَاءِ غَيْرِ اللَّامِ كَسْرُهَا وَفِيْ
اِبْنٍ مَّعَ ابْنَتٍ امْرِئٍ وَّاثْنَيْنِ	١٠٣	وَامْرَاَةٍ وَّاسْمٍ مَّعَ اثْنَتَيْنِ



بَابُ كَيْفِيَّةِ الْوَقْفِ

وَحَاذِرِ الْوَقْفَ بِكُلِّ الْحَرَكَهْ	١٠٤	اِلَّا اِذَا رُمْتَ فَبَعْضُ الْحَرَكَهْ
اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ وَّاَشِمْ	١٠٥	اِشَارَةً بِالضَّمِّ فِيْ رَفْعٍ وَّضَمْ



خَاتِمَةُ الْمُقَدِّمَةِ



وَقَدْ تَقَضّٰى نَظْمِيَ الْمُقَدِّمَهْ	١٠٦	مِنِّيْ لِقَارِئِ الْقُرْاٰنِ تَقْدِمَهْ
اَبْيَاتُهَا قَافٌ وَّزَايٌ فِي الْعَدَدْ	١٠٧	مَنْ يُّحْسِنِ التَّجْوِيْدَ يَظْفَرْ بِالرَّشَدْ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَهَا خِتَامُ	١٠٨	ثُمَّ الصَّلٰوةُ بَعْدُ وَالسَّلَامْ
عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّدَا	١٠٩	وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ذَوِي الْهُدٰى



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف، حمد وصلوٰۃ، رسالہ کا نام اور مضامین کی فہرست

يَقُولُ رَاجِي عَفْوِ رَبٍّ سَامِعِ
مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِيِّ الشَّافِعِي
(۱)

کہتا ہے سننے والے پروردگار کی معافی کا امیدوار (جس کا نام) محمد ہے جو جزیرہ کے رہنے والے (محمد) کا بیٹا ہے اور (مسلک کی رُو سے) شافعی ہے۔

❁ مختصر ترجمہ اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے: ”ربّ سمیع کے عفو و درگزر کا امیدوار محمد بن جزری شافعی کہتا ہے“۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ
عَلٰى نَبِيِّهِ وَمُصْطَفَاهُ
(۲)

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اور رحمتِ کاملہ نازل فرمائے اللہ تعالیٰ اپنے نبی (ﷺ) اور اپنے چُنے ہوئے پر۔

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَمُقْرِئِ الْقُرْاٰنِ مَعْ مُحِبِّهٖ

۳

(یعنی) محمد (ﷺ) پر اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور قرآن کے پڑھانے والوں پر، اس (قرآن) سے محبت رکھنے والوں سمیت۔

وَبَعْدُ اِنَّ هٰذِهٖ مُقَدِّمَهْ
فِيْمَا عَلٰى قَارِئِهٖ اَنْ يَّعْلَمَهْ

۴

اور حمد وصلوٰۃ کے بعد تحقیق یہ مقدمہ (ایک ابتدائی رسالہ) ہے۔ جو ان چیزوں میں ہے جن کا جاننا اس (قرآن) کے پڑھنے والے پر ضروری ہے۔

اِذْ وَاجِبٌ عَلَيْهِمُ مُحَتَّمُ
قَبْلَ الشُّرُوْعِ اَوَّلًا اَنْ يَّعْلَمُوْا

۵

اس لیے کہ واجب ہے اوپر ان (قرآن پڑھنے والوں) کے۔ ایسا واجب جو لازم کیا ہوا ہے۔ یہ کہ معلوم کرلیں وہ (قرآن مجید) شروع کرنے سے پہلے ہی

مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ
لِيَلْفِظُوْا بِاَفْصَحِ اللُّغَاتِ ٦

حرفوں کے مخارج اور انکی صفات کو۔ تاکہ ادا کرسکیں وہ (قرآن کے حرفوں کو) فصیح ترین لغت کے موافق۔

مُحَرِّرِی التَّجْوِیْدِ وَالْمَوَاقِفِ
وَمَا الَّذِیْ رُسِّمَ فِی الْمَصَاحِفِ ٧

حالانکہ عمدہ کرنے (اور سنوارنے) والے ہوں وہ تجوید اور وقف (وابتدا) کے موقعوں کے۔ اور اس کے بھی جو لکھا گیا ہے عثمانی مصاحف (قرآنوں) میں۔

مِنْ كُلِّ مَقْطُوْعٍ وَّمَوْصُوْلٍ بِهَا
وَتَآءِ اُنْثٰی لَمْ تَكُنْ تُكْتَبْ بِّهَا ٨

یعنی ہر اس مقطوع اور موصول کے جو ان (مصاحف) میں ہے۔ اور تانیث کی اس "تاء" کے بھی جو نہیں لکھی گئی "ھاء" کی شکل میں۔

بَابُ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ

حرفوں کے مخارج کا بیان

مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرْ
عَلَى الَّذِیْ یَخْتَارُهٗ مَنِ اخْتَبَرْ
۹

حرفوں کے مخارج سترہ ہیں۔ (یہ شمار) اس (قول کی بنا) پر (ہے) جس کو وہ (شخص) پسند کرتا ہے جس نے (ان مخارج کو) آزمایا (اور جانچا) ہے۔

فَأَلِفُ الْجَوْفُ وَأُخْتَاهَا وَهِیْ
حُرُوْفُ مَدٍّ لِّلْهَوَاءِ تَنْتَهِیْ
۱۰

پس "الف" اور اسکے دونوں ساتھی (واؤ اور یاء مدّہ) جو ہیں ان کا مخرج جوف ہے اور یہ (تینوں) مد کے حروف ہیں، جو ہوا پر ختم ہوتے ہیں۔

ف: "فَأَلِفُ الْجَوْفُ وَأُخْتَاهَا" کا مختصر ترجمہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے: "پس الف اور اس کے دونوں ساتھیوں کا مخرج جوف ہے۔"

ثُمَّ لِاَقْصَى الْحَلْقِ هَمْزٌ هَآءٌ
ثُمَّ لِوَسْطِهٖ فَعَيْنٌ حَآءٌ
(۱۱)

پھر اقصیٰ حلق میں ہمزہ اور ھاء (کا مخرج) ہے۔ پھر اس (حلق) کے وسط میں عین اور حاء (کا مخرج) ہے

اَدْنَاہُ غَيْنٌ خَآءُهَا وَالْقَافُ
اَقْصَى اللِّسَانِ فَوْقُ ثُمَّ الْكَافُ
(۱۲)

اس حلق کا ادنیٰ (وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے) غین اور اس (غین) کی خاء کا مخرج ہے اور قاف جو ہے اس کا مخرج زبان کی جڑ (یعنی) اسکا بالائی حصہ ہے، پھر کاف جو ہے

اَسْفَلُ وَالْوَسْطُ فَجِيْمُ الشِّيْنُ يَا
وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهٖ اِذْ وَلِيَا
(۱۳)

اس کا مخرج قاف (کے مخرج) سے نیچے (ذرا منہ کی طرف ہٹ کر) ہے۔ اور

"وَالْقَافُ اَقْصَى اللِّسَانِ" کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے: "اور قاف کا مخرج زبان کی جڑ... الخ" اور ایسے ہی "ثُمَّ الْكَافُ اَسْفَلُ" کا بھی اسطرح کیا جا سکتا ہے: "پھر کاف کا مخرج قاف کے مخرج سے نیچے... الخ"

(زبان اور تالو کا) درمیان جو ہے پس مخرج ہے جیم شین (اور) یاء (غیر مدہ) کا۔ اور ضاد نکلتا ہے اس (زبان) کے حافہ (کروٹ) سے، جبکہ ملے وہ (حافہ)

الاَضْـرَاسَ مِنْ اَيْسَـرَ اَوْ يُمْنَـاهَـا
وَالـلاَّمُ اَدْنَـاهَـا لِمُـنْتَهَـاهَـا

۱۴

ڈاڑھوں سے، یہ ڈاڑھیں بائیں جانب کی ہوں یا اس (حافہ) کے دائیں طرف کی۔ اور لام جو ہے (اس کا مخرج حافہ کا) ادنیٰ (یعنی منہ کے قریب والا حصہ) ہے، اس (حافہ) کے آخر تک۔

وَالنُّوْنُ مِنْ طَرَفِـهٖ تَحْتُ اجْعَـلُوْا
وَالـرَّا يُـدَانِيْـهِ لِظَهْـرٍ اَدْخَـلُ

۱۵

اور نون نکلتا ہے اس (زبان) کی نوک سے، (یعنی) ادا کرو نون کو مخرج لام کے نیچے۔ اور راء جو ہے اس کا مخرج اس (نون) کے قریب ہی ہے، (البتہ) یہ (راء) زبان کی پشت میں بھی دخل رکھتی ہے۔

وَالْقَافُ کی طرح وَاللَّام... الخ کا ترجمہ بھی اسی طرح کیا جا سکتا ہے: "اور مخرج لام کا... الخ" اور ایسے ہی شعر نمبر ۱۵ کے "وَالرَّا... الخ" کا ترجمہ بھی اسی نہج پر کیا جا سکتا ہے۔ فافہم

وَالطَّآءُ وَالدَّالُ وَتَا مِنْهُ وَمِنْ
عُلْيَا الثَّنَايَا وَالصَّفِيرُ مُسْتَكِنْ
١٦

اور طاء اور دال اور تاء نکلتے ہیں اس (زبان کی نوک) سے اور ثنایا علیا (کی جڑوں) سے۔ اور صفیر کے حروف (سین، صاد، زاء) ادا ہوتے ہیں

مِنْهُ وَمِنْ فَوْقِ الثَّنَايَا السُّفْلٰى
وَالظَّآءُ وَالذَّالُ وَثَا لِلْعُلْيَا
١٧

اس (زبان کی نوک) سے اور ثنایا سفلٰی کے اوپر (اندر والے کناروں) سے اور ظاء اور ذال اور ثاء اوپر کے دانتوں میں ہیں

مِنْ طَرَفَيْهِمَا وَمِنْ بَطْنِ الشَّفَهْ
فَالْفَا مَعَ اطْرَافِ الثَّنَايَا الْمُشْرِفَهْ
١٨

ان دونوں (زبان اور ثنایا علیا) کے کناروں سے اور فاء نکلتی ہے (نیچے کے ہونٹ کے شکم (اندر والے حصہ) سے ثنایا علیا کی نوکوں سمیت۔

لِلشَّفَتَيْنِ الْوَاوُ بَآءٌ مِّيْمٌ
وَغُنَّةٌ مَّخْرَجُهَا الْخَيْشُوْمُ ۱۹

واوَ، بار (اور) میم ہونٹوں میں ہیں۔ (یعنی ان تینوں کا مخرج دونوں ہونٹ ہیں)۔ اور غنہ جو ہے اس کا مخرج خیشوم (ناک کی جڑ) ہے۔

بَابُ الصِّفَاتِ

صفات کا بیان

صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَّرِخْوٌ مُّسْتَفِلْ
مُنْفَتِحٌ مُّصْمِتَةٌ وَّالضِّدَّ قُلْ ۲۰

ان (حرفوں) کی صفات جہر، رخاوت، استفال، انفتاح اور اصمات ہیں اور تو ان کی ضدّوں کو بھی کہہ دے (یعنی بیان کر دے)۔

مَهۡمُوسُهَا فَحَثَّهُ شَخۡصٌ سَکَتۡ
شَدِيدُهَا لَفۡظُ اَجِدۡ قَطٍ بَکَتۡ
(۲۱)

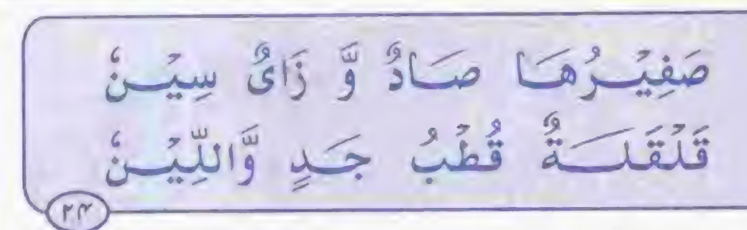
ان (حرفوں میں) کے مہموسہ فَحَثَّهُ شَخۡصٌ سَکَتۡ (کے حروف) ہیں۔
ان (میں) کے شدیدہ اَجِدۡ قَطٍ بَکَتۡ کے لفظ (کے حروف) ہیں۔

وَبَيۡنَ رِخۡوٍ وَّالشَّدِيدِ لِنۡ عُمَرۡ
وَسَبۡعُ عُلۡوٍ خُصَّ ضَغۡطٍ قِظۡ حَصَرۡ
(۲۲)

اور لِنۡ عُمَرۡ (کے حروف) رخوہ اور شدیدہ کے درمیان ہیں۔ اور استعلاء کے سات (حرف) خُصَّ ضَغۡطٍ قِظۡ (کے حروف) ہیں۔ اس (مجموع) نے (ان ساتوں حرفوں کو) گھیر لیا (یعنی جمع کر لیا) ہے۔

وَصَادُ ضَادُ طَآءُ ظَآءُ مُّطۡبَقَهۡ
وَفَرَّ مِنۡ لُّبِّ الۡحُرُوفُ الۡمُذۡلِقَهۡ
(۲۳)

اور صاد، ضاد، طاء، ظاء (حروف) مطبقہ ہیں۔ اور فَرَّ مِنۡ لُّبِّ (کے حروف) حروفِ مذلقہ ہیں۔



صَفِيرُهَا صَادٌ وَّ زَايٌ سِينٌ
قَلْقَلَةٌ قُطْبُ جَدٍ وَّاللِّينُ
۲۴

ان (حرفوں میں) کے (حروف) صفیر صاد اور زاء (اور) سین ہیں۔ قلقلہ کے حروف قُطْبُ جَدٍ (کے حروف) ہیں اور لین کے حروف

وَاوٌ وَّ يَاءٌ سَكَنَا وَانْفَتَحَا
قَبْلَهُمَا وَالِانْحِرَافُ صُحِّحَا
۲۵

وہ واؤ اور یاء ہیں جو ساکن ہوں اور ان دونوں سے پہلا حرف زبر والا ہو۔ اور انحراف ثابت کی گئی ہے

فِي اللَّامِ وَالرَّا وَبِتَكْرِيرٍ جُعِلْ
وَلِلتَّفَشِّي الشِّينُ ضَادًا اِسْتَطِلْ
۲۶

لام اور راء میں، اور وہ (راء) تکریر کے ساتھ (بھی) مقرر کی گئی (یعنی متصف مانی گئی) ہے اور تفشی کیلئے شین ہے (یعنی شین میں تفشی ہے اور) ضاد کو مستطیل پڑھ (یعنی اس میں استطالت ادا کر)۔

بَابُ مَعْرِفَةِ التَّجْوِيْدِ

تجوید کی معرفت کا بیان

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ
مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرَانَ اٰثِمٌ

۲۷

اور قرآن مجید کا تجوید کے موافق پڑھنا انتہائی ضروری (اور) لازم ہے۔ جو شخص قرآن مجید کو تجوید سے نہ پڑھے (وہ) گناہگار ہے۔

لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا
وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

۲۸

اس لیے کہ شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کو) اس (تجوید ہی) کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور (پھر) وہ (قرآن) اُس (حق تعالیٰ) سے ہم تک (بھی) اسی طرح تجوید ہی کیساتھ پہنچا ہے۔

وَهُوَ اَيْضًا حِلْيَةُ التِّلَاوَةِ
وَزِيْنَةُ الْاَدَاءِ وَالْقِرَآءَةِ

۲۹

اور وہ (تجوید اس کے علاوہ) تلاوت کا زیور اور ادا اور قراءۃ کی زینت بھی ہے۔

وَهُوَ اِعْطَآءُ الْحُرُوْفِ حَقَّهَا
مِنْ صِفَةٍ لَّهَا وَمُسْتَحَقَّهَا

۳۰

اور وہ (تجوید) دینا ہے حرفوں کو حق ان کا (یعنی) وہ صفات جو ان کیلئے (لازم) ہیں اور مستحق ان کا (یعنی صفات عارضہ)

وَرَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ لِّاَصْلِهٖ
وَاللَّفْظُ فِيْ نَظِيْرِهٖ كَمِثْلِهٖ

۳۱

اور لوٹا دینا ہے ہر ایک (حرف) کا اس کی اصل کی طرف* اور حرف کا ادا کرنا اس کی نظیر (مانند) میں اسی کی مثل ہے۔

* یعنی اس کو اس کے مخرج سے ادا کرنا (اصل کی طرف لوٹا دینے سے یہی مراد ہے)۔

مُكَمِّلًا مِّنْ غَيْرِ مَا تَكَلُّفِ
بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ
(۳۲)

حالانکہ کامل کرنے والا ہو وہ (قاری تجوید) کو بغیر کسی تکلف کے ادا کرنے میں نرمی اور لطافت کیساتھ بغیر بے راہ روی اختیار کرنے کے۔

ف: مُكَمَّلًا (میم کے فتحہ یعنی) اسم مفعول سے بھی پڑھا جا سکتا ہے اور اس صورت میں معنیٰ یہ ہوں گے: "حالانکہ کامل کیا ہوا ہو وہ لفظ... الخ" لیکن بہتر اور اولیٰ کسرہ ہی ہے۔

وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ تَرْكِهِ
إِلَّا رِيَاضَةُ امْرِئٍ بِفَكِّهِ
(۳۳)

اور نہیں ہے (کوئی فرق) درمیان اس (تجوید) کے اور درمیان اس کے ترک کے، بجز انسان کے مشق کرنے کے اپنے جبڑے (یعنی منہ) کے ساتھ۔

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْحُرُوْفِ

حرفوں کے ادا کرنے کے طریقوں کا بیان

فَرَقِّقَنْ مُّسْتَفِلًا مِّنْ اَحْرُفٖ
وَحَاذِرَنْ تَفْخِيْمَ لَفْظِ الْاَلِفٖ (۳۴)

پس ضرور باریک پڑھ تو (ہجاء کے) حرفوں میں سے حروفِ مستفلہ کو اور ضرور پرہیز کر الف کے تلفظ کے پُر کرنے سے۔

وَهَمْزَ اَلْحَمْدُ اَعُوْذُ اِهْدِنَا
اَللّٰهِ ثُمَّ لَامَ لِلّٰهِ لَنَا (۳۵)

نیز (پرہیز کر) اَلْحَمْدُ، اَعُوْذُ، اِهْدِنَا (اور) اَللّٰه کے ہمزہ پھر لِلّٰهِ، لَنَا

وَلْيَتَلَطَّفْ وَعَلَى اللّٰهِ وَلَا الضْ
وَالْمِيْمَ مِنْ مَّخْمَصَةٍ وَّمِنْ مَّرَضْ (۳۶)

وَلْيَتَلَطَّفْ، عَلَى اللّٰهِ اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ کے لام اور مَخْمَصَةٍ

اور مَرَضٌ کی میم

وَ بَآءَ بَرْقٍ بَاطِلٍ بِهِمْ بِذِیْ
وَاحْرِصْ عَلَى الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ الَّذِیْ

٣٧

اور بَرْقٍ، بَاطِلٍ، بِهِمْ (اور) بِذِیْ کی بار کے (پُر پڑھنے سے بھی) اور خوب حرص (کوشش) کر اس شدت اور جہر (کے ادا کرنے) پر جو

فِيْهَا وَفِي الْجِيْمِ كَحُبِّ الصَّبْرِ
رَبْوَةٍ اِجْتُثَّتْ وَحَجِّ الْفَجْرِ

٣٨

اس (بار) میں اور جیم میں ہے۔ (ان دونوں کی مثالیں) حُبِّ، بِالصَّبْرِ رَبْوَةٍ، اُجْتُثَّتْ، بِالْحَجِّ اور وَالْفَجْرِ کی طرح (ہیں)۔

ف: وَهَمْزَ اَلْحَمْدُ اِلٰى قَوْلِهٖ بِهِمْ بِذِیْ کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے: ”اور ضرور باریک پڑھ اَلْحَمْدُ وغیرہ کے ہمزہ، لِلّٰهِ وغیرہ کے لام، مَخْمَصَةٍ وغیرہ کی میم اور بَرْقٌ وغیرہ کی بار کو“ لیکن اولیٰ اور انسب پہلا ترجمہ ہی ہے۔

☸ ایسے ہی كَحُبِّ... الخ وغیرہ کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے:۔ ”ان دونوں کی مثالیں كَحُبِّ... الخ وغیرہ ہیں“ دونوں کی وضاحت شرح میں درج ہے۔

وَبَيِّنَنْ مُّقَلْقَلًا اِنْ سَكَنَا
وَاِنْ يَّكُنْ فِي الْوَقْفِ كَانَ اَبْيَنَا
(۳۹)

اور خوب ظاہر کر (حرفِ) مقلقل کو (یعنی اسکے قلقلہ کو) اگر وہ (مقلقل) ساکن ہو اور اگر ہو وہ (سکون) وقف میں تو ہو گا وہ مقلقل اور بھی زیادہ ظاہر ہونے والا۔

وَحَآءَ حَصْحَصَ اَحَطْتُّ الْحَقّ
وَسِيْنَ مُسْتَقِيْمَ يَسْطُوْ يَسْقُوْ
(۴۰)

اور (خوب ظاہر کر) حَصْحَصَ، اَحَطْتُّ (اور) اَلْحَقُّ کی حاء اور مُسْتَقِيْمَ يَسْطُوْنَ (اور) يَسْقُوْنَ کی سین (کی ترقیق) کو

بَابُ الرَّآءَاتِ

راء کے پُر اور باریک ہونے کے قاعدے

وَرَقِّقِ الرَّآءَ اِذَا مَا كُسِرَتْ
كَذَاكَ بَعْدَ الْكَسْرِ حَيْثُ سَكَنَتْ
(۴۱)

اور باریک پڑھ راء کو جب بھی وہ کسرہ دی جائے (یعنی مکسور ہو)۔ ایسے ہی (اس راء کو بھی باریک ہی پڑھ جو) کسرہ کے بعد (ہو) جبکہ وہ ساکن ہو

اِنْ لَّمْ تَكُنْ مِّنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلَا
اَوْ كَانَتِ الْكَسْرَةُ لَيْسَتْ اَصْلَا
(۴۲)

بشرطیکہ نہ ہو وہ (کسرہ کے بعد والی رائے ساکنہ) استعلا کے حرف سے پہلے۔
یا نہ ہو وہ کسرہ (ایسا) جو نہ ہو اصلی

یعنی یا نہ ہو کسرہ عارضی۔ کیونکہ جو کسرہ ایسا ہے جو اصلی نہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ عارضی ہے۔ فافہم

وَالْخُلْفُ فِي فِرْقٍ لِّكَسْرٍ يُّوجَدْ
وَاَخْفِ تَكْرِيْرًا اِذَا تُشَدَّدْ
(۴۳)

اور فِرْقٍ (کی رار) میں خُلف ہے۔ (یعنی اس میں دو وجوہ ہیں) بوجہ اس کسرہ کے جو (قاف میں) پایا جاتا ہے۔ اور چھپا تو تکریر (یعنی تکرارِ حقیقی) کو جبکہ وہ (رار) تشدید دی جائے۔

بَابُ اللَّامَاتِ

لام کے پُر اور باریک ہونے کا قاعدہ

وَفَخِّمِ اللَّامَ مِنَ اسْمِ اللّٰهِ
عَنْ فَتْحٍ اَوْ ضَمٍّ كَعَبْدُ اللّٰهِ
(۴۴)

اور پُر پڑھ اس لام کو جو اللہ کے (پاک) نام میں ہو بعد فتحہ اور ضمہ کے۔ (پُر لام کی مثال) اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ کی طرح (ہے)۔

ف: وَفَخِّمِ اللَّامَ... الخ کا سادہ ترجمہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے: "اور پُر پڑھ لام کو اللہ کے پاک نام میں۔"

بَابُ الِاسْتِعْلَاۤءِ وَالْاِطْبَاقِ

استعلاء اور اطباق کی تفخیم کا بیان

وَحَرْفَ الِاسْتِعْلَاۤءِ فَخِّمْ وَاخْصُصَا
الِاطْبَاقَ اَقْوٰی نَحْوُ قَالَ وَالْعَصَا

(۴۵)

اور پُر پڑھ استعلا کے حرفوں کو۔ اور ضرور خاص کر دے اطباق (کے حرفوں) کو (ساتھ ایسی تفخیم کے) جو زیادہ قوی ہو (مجرد استعلا کی تفخیم سے، استعلا اور اطباق کی مثال) قَالَ (کے قاف) اور عَصَا (کے صاد) کی طرح (ہے)۔

وَبَيِّنِ الْاِطْبَاقَ مِنْ اَحَطْتُّ مَعْ
بَسَطْتَّ وَالْخُلْفُ بِنَخْلُقْكُّمْ وَقَعْ

(۴۶)

اور ظاہر کر (صفتِ) اطباق کو اَحَطْتُّ (کی طاء) میں بَسَطْتَّ (کی طاء) سمیت اور اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ (کے قاف) میں خُلف واقع ہوا ہے۔

پس مِنْ اَحَطْتُّ میں "مِنْ" فِيْ کے معنیٰ میں ہے۔ تشویش کی ضرورت نہیں، حروفِ جار ایک دوسرے کے معنیٰ میں آتے رہتے ہیں۔

وَاحْرِصْ عَلَى السُّكُونِ فِيْ جَعَلْنَا
أَنْعَمْتَ وَالْمَغْضُوبِ مَعْ ضَلَلْنَا

(٤٧)

اور تو حرص (یعنی کوشش) کر اس سکون (کے ادا کرنے) پر، جو جَعَلْنَا (کے لام) اَنْعَمْتَ (کے نون و میم) اور اَلْمَغْضُوْبِ (کی غین) میں ہے، ضَلَلْنَا (کے لام) سمیت۔

وَخَلِّصِ انْفِتَاحَ مَحْذُوْرًا عَسٰى
خَوْفَ اشْتِبَاهِهٖ بِمَحْظُوْرًا عَصٰى

(٤٨)

اور خوب صفائی سے ادا کر مَحْذُوْرًا (کی ذال اور) عَسٰی (کے سین) کی انفتاح کو، اس مذکور کے مَحْظُوْرًا (اور) عَصٰی کے ساتھ ملتبس ہو جانے کے اندیشہ سے۔

وَرَاعِ شِدَّةً بِكَافٍ وَّبِتَا
كَشِرْكِكُمْ وَتَتَوَفّٰى فِتْنَتَا

(٤٩)

اور پورے خیال سے ادا کر (صفتِ) شدت کو کاف اور تا میں (ان دونوں کی مثال) بِشِرْكِكُمْ، تَتَوَفّٰهُمُ اور فِتْنَةً کی طرح (ہے)۔

بَابُ الْاِدْغَامِ

ادغام کا بیان

وَاَوَّلَیْ مِثْلٍ وَّجِنْسٍ اِنْ سَکَنْ
اَدْغِمْ کَقُلْ رَّبِّ وَبَلْ لَّا وَاَبِنْ

۵۰

اور مثلین ومتجانسین (دونوں) میں کے پہلے پہلے حرف کا دوسرے حرف میں ادغام کر، اگر وہ (پہلا حرف) ساکن ہو۔ (ان دونوں کی مثال) قُلْ رَّبِّ اور بَلْ لَّا کی طرح (ہے)۔ اور اظہار سے پڑھ

فِیْ یَوْمِ مَعْ قَالُوْا وَهُمْ وَقُلْ نَعَمْ
سَبِّحْهُ لَا تُزِغْ قُلُوْبَ فَالْتَقَمْ

۵۱

فِیْ یَوْمٍ (کی یاء) کو، قَالُوْا وَهُمْ (کے واؤ) قُلْ نَعَمْ (کے لام) سَبِّحْهُ (کی حاء) لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا (کی غین اور) فَالْتَقَمَهُ (کے لام) سمیت

فِیْ یَوْمٍ میں فِیْ تلاوتی ہے، اس لیے اسکے معنی نہیں کیے جائیں گے۔ لہٰذا وَاَبِنْ فِیْ یَوْمٍ کا ترجمہ اس طرح نہیں کرنا چاہئے: ''اور اظہار کر فِیْ یَوْمٍ میں''

بَابُ فِی الْفَرْقِ بَیْنَ الضَّادِ وَالظَّآءِ

ضاد و ظاء میں فرق کرنے کا بیان

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّمَخْرَجِ
مَیِّزْ مِنَ الظَّآءِ وَكُلُّهَا تَجِیْ (۵۲)

اور ممتاز کر کے پڑھ ضاد کو ظاء سے بوجہ (صفتِ) استطالت اور مخرج (کی تفریق) کے، اور اس (ظاء) کے مادہ والے) تمام اَلفاظ (آئندہ سات اشعار میں) آرہے ہیں:-

فِی الظَّعْنِ ظِلِّ الظُّهْرِ عُظْمِ الْحِفْظِ
اَیْقِظْ وَاَنْظِرْ عَظْمِ ظَهْرِ اللَّفْظِ (۵۳)

(یعنی) ظَعْنِ، ظِلِّ، ظُهْرِ، عُظْمِ، حِفْظِ، اَیْقِظْ، اَنْظِرْ، عَظْمِ ظَهْرِ اور لَفْظِ (ان سب کے مادہ) میں۔

ظَاهِرْ لَظٰى شُوَاظُ كَظْمٍ ظَلَمَا
أُغْلُظْ ظَلَامِ ظُفُرٍ اِنْتَظِرْ ظَمَا

۵۴

(نیز) ظَاهِرْ، لَظٰى، شُوَاظُ، كَظْمٍ، ظَلَمَ، أُغْلُظْ، ظَلَامِ، ظُفُرٍ اِنْتَظِرْ (اور) ظَمَأٌ (کے مادہ) میں۔

اَظْفَرَ ظَنًّا كَيْفَ جَا وَعْظٍ سِوٰى
عِضِيْنَ ظَلَّ النَّحْلِ زُخْرُفٍ سَوَا

۵۵

اَظْفَرَ میں، ظَنًّا میں، وہ (ظَنًّا) جس طرح (جس صیغے سے) بھی آئے وَعْظٍ (کے مادہ) میں سوائے عِضِيْنَ کے (اور) نحل اور زخرف کے ظَلَّ میں حالانکہ وہ ظَلَّ دونوں صورتوں میں برابر اور یکساں ہے۔ (چنانچہ دونوں موقعوں میں ایک ہی صیغہ سے آیا ہے)۔

وَظَلْتَ ظَلْتُمْ وَبِرُوْمٍ ظَلُّوْا
كَالْحِجْرِ ظَلَّتْ شُعَرَا نَظَلُّ

۵۶

اور ظَلْتَ میں (اور) ظَلْتُمْ میں اور (اس) لَظَلُّوْا میں جو (سورۃ) روم میں

كَيْفَ جَا کو وَعْظٍ سے بھی حال قرار دے سکتے ہیں اور اس صورت میں معنی یہ ہوں گے: "وہ وَعْظٍ جس طرح اور جس صیغہ سے بھی آئے۔"

ہے حجر والے (فَظَلُّوْا) کی طرح اور شعراء کے فَظَلَّتْ اور (اس کے) فَنَظَلُّ میں۔

یَظْلَلْنَ مَحْظُوْرًا مَّعَ الْمُحْتَظِرِ
وَکُنْتَ فَظًّا وَّجَمِیْعِ النَّظَرِ
(۵۷)

یَظْلَلْنَ میں، مَحْظُوْرًا میں سمیت اَلْمُحْتَظِرْ کے اور کُنْتَ فَظًّا میں اور اَلنَّظَرْ کے تمام مشتقات میں۔

اِلَّا بِوَیْلٍ ھَلْ وَّاُوْلٰی نَاضِرَہْ
وَالْغَیْظِ لَا الرَّعْدِ وَھُوْدٍ قَاصِرَہْ
(۵۸)

مگر (سورۃ) وَیْلٌ (لِّلْمُطَفِّفِیْنَ○ اور) ھَلْ (اَتٰی کے نَضْرَۃً) اور (سورۃ قیامہ کے) پہلے نَاضِرَۃٌ میں (یعنی یہ تینوں ظاء سے نہیں بلکہ ضاد سے ہیں) اور غَیْظِ (کے مادہ) میں نہ کہ رعد (کے تَغِیْضُ) اور ھود (کے غِیْضَ) میں (بھی کیونکہ ان دونوں موقعوں میں) یہ (لفظ معنی کی رُو سے) کمی والا (یا کتابت کی رُو سے کوتاہ ہونے والا) ہے۔

وَالْحَظِّ لَا الْحَضِّ عَلَى الطَّعَامِ
وَفِي ضَنِينٍ الْخِلَافُ سَامِي
(۵۹)

اور حَظِّ (کے مادہ) میں نہ کہ یَحُضُّ عَلٰی اور تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ میں بھی اور ضَنِیْنٍ میں خلاف مشہور ہے (یعنی یہ دونوں حرفوں سے آیا ہے)۔

بَابُ التَّحْذِيرَاتِ

ان چیزوں کا بیان جن سے قاری کو بچنا چاہیے

وَإِنْ تَلَاقَيَا الْبَيَانُ لَازِمْ
أَنْقَضَ ظَهْرَكَ يَعَضُّ الظَّالِمْ
(۶۰)

اور اگر مل کر آئیں وہ دونوں (ضاد وظاء) تو دونوں کو (جدا جدا) ظاہر کرنا (اور ہر ایک کو دوسرے سے ممتاز کر کے پڑھنا) ضروری ہے۔ (دونوں کے مل کر آنے کی مثال) اَنْقَضَ ظَهْرَكَ اور يَعَضُّ الظَّالِمُ ہے۔

[۱] یعنی اَلْحَضِّ عَلٰی سے یَحُضُّ عَلٰی اور تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی یہی دونوں مراد ہیں۔
[۲] اس طرح کہ بعض قراءتوں میں ضاد سے ہے اور بعض میں ظاء سے۔ حضرت حفص رحمہ اللہ ضاد پڑھنے والوں میں ہیں۔ لہٰذا ان کی روایت میں یہ ظاء کے مادہ والے الفاظ میں شامل نہیں۔ خوب سمجھ لیجئے۔
[۳] تفصیل کیلئے "سبیل الرشاد فی تحقیق تلفظ الظاد" کا مطالعہ کیجئے۔

وَاضْطُرَّ مَعْ وَعَظْتَ مَعْ اَفَضْتُمْ
وَصَفِّ هَا جِبَاهُهُمْ عَلَيْهِمْ

۶۱

اور (ایسے ہی صاف طور سے ادا کرنا ضروری ہے) اُضْطُرَّ (کے ضاد) کا سمیت وَعَظْتَ (کی ظاء) اور سمیت اَفَضْتُمْ (کے ضاد) کے، اور صاف صاف ادا کر جِبَاهُهُمْ اور عَلَيْهِمْ کی ھاء کو۔

بَابٌ فِيْ حُكْمِ النُّوْنِ وَالْمِيْمِ الْمُشَدَّدَتَيْنِ مَعْ اَحْكَامِ الْمِيْمِ السَّاكِنَةِ

نون و میم مشددتین اور میم ساکن کے احکام کا بیان

وَاَظْهِرِ الْغُنَّةَ مِنْ نُّوْنٍ وَّمِنْ
مِيْمٍ اِذَا مَا شُدِّدَا وَاَخْفِيَنْ

۶۲

اور اچھی طرح ظاہر کر (یعنی ایک الف کے برابر ادا کر) غنہ کو نون اور میم میں جب بھی وہ دونوں تشدید دیئے جائیں (یعنی مشدد ہوں) اور ضرور اخفاء سے پڑھ

اَلْمِيمَ اِنْ تَسْكُنْ بِغُنَّةٍ لَّدَا
بَآءٍ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ اَهْلِ الْاَدَا

۶۳

میم کو ساتھ غنہ کے اگر وہ ساکن ہو باء کے پاس اہلِ ادا کے مختار قول (کی بناء) پر

وَاَظْهِرَنْهَا عِنْدَ بَاقِي الْاَحْرُفِ
وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَّ فَا اَنْ تَخْتَفِي

۶۴

اور ضرور اظہار سے پڑھ اس (میم ساکن) کو باقی حرفوں کے پاس، اور بچ واؤ اور فاء کے پاس اس (میم ساکن) کے اخفا والا ہو جانے سے۔

بَابُ اَحْكَامِ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ وَالتَّنْوِيْنِ

نون ساکن اور تنوین کے احکام کا بیان

وَحُكْمُ تَنْوِيْنٍ وَّنُوْنٍ يُّلْفٰى
اِظْهَارُ اِدْغَامُ وَّقَلْبُ اِخْفَا

۶۵

اور حکم اس تنوین اور نون (ساکن) کا جو (قرآنی عبارت میں کسی حرفِ ہجاء سے

ملکر) پایا جائے، اظہار ہے، ادغام ہے، قلب ہے اور اخفا ہے۔ (قاریؒ)

ف: اس شعر کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جاسکتا ہے: ”اور حکم تنوین اور نون (ساکن) کا پایا جاتا ہے (چار قسموں پر۔ وہ چار قسمیں) اظہار، ادغام، اقلاب اور اخفاء ہیں (رومیؒ)

فَعِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ اَظْهِرْ وَادَّغِمْ
فِی اللَّامِ وَالرَّا لَا بِغُنَّةٍ لَّزِمْ (۶۶)

پس اظہار سے پڑھ (دونوں نونوں کو) حلق کے حرفوں کے پاس اور ادغام کر (دونوں نونوں کا) لام و راء میں (ادغام کامل نہ کہ وہ جو مُتَلَبِّس) بالغنّۃ (غنہ پر مشتمل ہو) یہ (ادغام ان دونوں نونوں کو) لازمؒ ہو گیا ہے (یعنی اس نوع کے تمام افراد کو شامل ہو گیا ہے)۔

وَاَدْغِمَنْ بِغُنَّةٍ فِیْ یُوْمِنْ
اِلَّا بِکِلْمَةٍ کَدُنْیَا عَنْوَنُوْا (۶۷)

اور ضرور ادغام کر ساتھ غنہ کے یُوْمِنْ (کے چار حرفوں) میں، مگر (اس حرف میں نہیں جو) ایک (اسی) کلمہ میں (واقع ہو۔ ایک کلمہ کی مثال) دُنْیَا اور عَنْوَنُوْا (یا صِنْوَنُوْا) کی طرح (ہے)۔ ف: بعض نسخوں میں بجائے عَنْوَنُوْا کے صِنْوَنُوْا ہے۔

بعض نسخوں میں لَزِمْ کے بجائے اَتَمّ ہے۔ اس صورت میں معنیٰ یہ ہوں گے: کہ یہ ادغام کامل ہے نہ کہ ناقص (جیسا کہ واؤ اور یاء میں ہوتا ہے)۔

وَالْقَلْبُ عِنْدَ الْبَا بِغُنَّةٍ كَذَا
الِاخْفَا لَدَا بَاقِي الْحُرُوفِ أُخِذَا

۶۸

اور بار کے پاس قلب (دونوں نونوں کو) غنہ (کی رعایت) کیساتھ (میم سے بدلنا) ثابت ہے۔ اسی طرح (یعنی غنہ کے ساتھ) باقی (پندرہ) حرفوں کے پاس (شیوخ سے) اخفاء لیا (اور حاصل کیا) گیا ہے۔

بَابُ الْمَدَّاتِ

مدّوں کی بحث

وَالْمَدُّ لَازِمٌ وَّ وَاجِبٌ اَتٰى
وَجَآئِزٌ وَّهُوَ وَقَصْرٌ ثَبَتَا

۶۹

اور مد لازم بھی ہے اور واجب بھی۔ یہ (ان دونوں میں سے ہر ایک) آیا ہے۔

اور جائز بھی، اور (مد جائز میں) وہ (مد) اور قصر دونوں ثابت ہوئے ہیں۔

فَلَازِمٌ اِنْ جَآءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدّ
سَاكِنُ حَالَيْنِ وَبِالطُّوْلِ يُمَدّ

(۷۰)

پس (مد) لازم ہے اگر آئے بعد حرفِ مد کے ساکن دونوں حالتوں کا (یعنی دونوں حالتوں میں باقی رہنے والا سکون) اور اس (مدّہ) کو طول کے ساتھ کھینچا جاتا ہے (یعنی اس میں طول کے ساتھ مد کیا جاتا ہے)۔

وَوَاجِبٌ اِنْ جَآءَ قَبْلَ هَمْزَةٍ
مُتَّصِلًا اَنْ جُمِعَا بِكِلْمَةٍ

(۷۱)

اور (مد) واجب ہے اگر آئے وہ (مدّہ) ہمزہ سے پہلے، اس حال میں کہ متصل ہو، اس طور پر کہ (یا اگر) جمع کیے گئے ہوں وہ دونوں (مدّہ اور ہمزہ) ایک ہی کلمہ میں۔

وَجَآئِزٌ اِذَا اَتٰى مُنْفَصِلًا
اَوْ عَرَضَ السُّكُوْنُ وَقْفًا مُّسْجَلًا

(۷۲)

اور (مد) جائز ہے جب آئے وہ (مدّہ ہمزہ سے) جدا ہو کر، یا عارض ہو جائے

اَنْ جُمِعَا بعض نسخوں میں ہمزہ کے فتحہ سے ہے اور بعض میں کسرہ سے۔ پہلی صورت میں "اس طور پر" کے اور دوسری صورت میں "اگر" کے معنی ہوں گے۔

سکون (حرفِ مد یا لین کے بعد) وقف میں (یا وقف کی وجہ سے) حالانکہ وہ (سکون) مطلق (یعنی بلا قید) اور عام کیا ہوا ہے۔

فـ: "مُسْجَلًا" وَقْفًا کی صفت نہیں بلکہ اَلسُّکُوْنُ سے حال ہے۔ توجیہ شرح میں درج ہے۔

بَابُ مَعْرِفَةِ الْوَقْفِ وَالْاِبْتِدَاءِ

وقف وابتدا کی معرفت کا بیان

وَبَعْدَ تَجْوِيْدِكَ لِلْحُرُوْفِ
لَا بُدَّ مِنْ مَّعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ

(۷۳)

اور تیرے حرفوں کی تجوید (جان لینے) کے بعد وقوف وابتدا (یا وقف وابتدا کے موقعوں) کی معرفت (اور ان کے احکام کا معلوم کر لینا) بھی ضروری ہے۔

فـ: اگلے شعر کے وَالْاِبْتِدَاءِ کا ترجمہ بھی اسی میں آ گیا ہے۔

پس اَلْوُقُوْف یا تو وقف کی جمع ہے اور یا مصدر ہے اور عبارت کی تقدیر: مَحَالِّ الْوُقُوْفِ وَمَوَاضِعِ الْاِبْتِدَاءِ ہے۔ فافهم

وَالْاِبْتِدَآءِ وَهِیَ تُقْسَمُ اِذَنْ
ثَلَاثَةٌ تَامٌّ وَّكَافٍ وَّحَسَنْ
(۷۴)

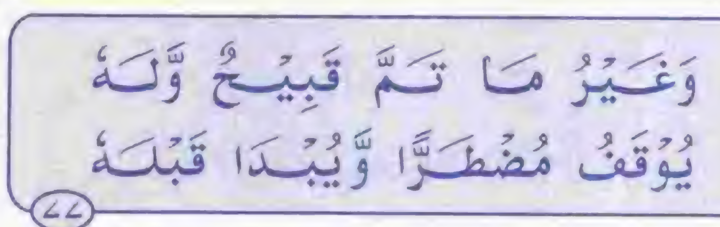
اور یہ (وقوف) اب تقسیم کیے جاتے ہیں تین (قسموں) کی طرف :- وہ (تین قسمیں) تام، کافی اور حسن ہیں۔

وَهِیَ لِمَا تَمَّ فَاِنْ لَّمْ یُوْجَدِ
تَعَلُّقٌ اَوْ كَانَ مَعْنًی فَابْتَدِیْ
(۷۵)

اور یہ (تینوں) اس (کلام کے وقف) کی قسمیں ہیں جو پورا ہو گیا ہو۔ پھر اگر نہ پایا جائے کسی قسم کا تعلق (نہ لفظی نہ معنوی) یا ہو وہ (تعلق) از روئے معنیٰ، تو ابتدا کر (مابعد سے)۔

فَالتَّامُ فَالْكَافِیْ وَلَفْظًا فَامْنَعَنْ
اِلَّا رُؤُوْسَ الْاٰیِ جَوِّزْ فَالْحَسَنْ
(۷۶)

پس (ان دونوں میں سے پہلا) تام اور (دوسرا) کافی ہے، اور اگر ہو تعلق لفظ (اور ترکیب) کی رو سے، تو ضرور منع کر (مابعد سے ابتداء کرنے کو) سوائے آیتوں کے سروں کے، کہ جائز رکھ (ان کے بعد سے ابتدا کرنے کو بھی)۔ پس یہ (تیسرا وقف) حسن ہے۔



اور غیراس (کلام) کا جو پورا ہو چکا ہو (یعنی کلامِ ناتمام) اس پر وقف کرنا قبیح ہے اور اس پر مجبوری ہی کی حالت میں وقف کیا جا سکتا ہے اور (وقف کے بعد) ماقبل[1] سے اعادہ کیا جائے گا (مابعد سے ابتدا جائز نہیں)۔

وَلَيْسَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ وَّقْفٍ وَّجَبْ
وَلَا حَرَامٍ غَيْرِ مَا لَهُ سَبَبْ
٧٨

اور نہیں ہے قرآن میں کوئی (ایسا) وقف (جو) واجب (ہو) اور نہ (کوئی ایسا جو) حرام ہو، سوا اس (وقف) کے کہ جس کے (وجوب یا حرمت کے) لیے سبب ہو۔

[1] پس یُبْدَا یہاں یُعَادُ کے معنی میں ہے جس پر قَبْلَهُ دال ہے۔ فَافْهَمْ

بَابُ مَعْرِفَةِ الْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْصُوْلِ وَالتَّآءِ الْمَجْرُوْرَةِ

مقطوع و موصول اور تائے مجرورہ کی پہچان کا بیان

وَاعْرِفْ لِمَقْطُوْعٍ وَّمَوْصُوْلٍ وَّتَا
فِيْ مُصْحَفِ الْاِمَامِ فِيْ مَا قَدْ اَتٰى (۷۹)

اور تو معلوم کر لے مقطوع و موصول اور تائے (مجرورہ) کو، جو مصحفِ امام میں ہے۔ حالانکہ یہ (مذکور) اس (نقل) کے موافق ہے، جو آئی ہے (یعنی علمائے رسم کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے)۔ (قاری حفظہ اللہ)

فَاقْطَعْ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ اَنْ لَّا
مَعْ مَلْجَاً وَلَا اِلٰــهَ اِلَّا (۸۰)

پس قطع کر دس کلمات میں اس اَنْ لَّا کو جو مَلْجَاً اور لَا اِلٰـهَ اِلَّا کے

وَتَعْبُدُوا يٰسِيْنَ ثَانِيْ هُوْدَ لَا
يُشْرِكْنَ تُشْرِكْ يَدْخُلْنَ تَعْلُوْا عَلٰى
۸۱

(نیز) یٰسین (ع ۴ اور) ھود کے دوسرے تَعْبُدُوْا، لَا یُشْرِکْنَ، تُشْرِکْ یَدْخُلْنَّھَا (اور) تَعْلُوْا عَلٰی کے

اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا لَا اَقُوْلَ اِنْ مَّا
بِالرَّعْدِ وَالْمَفْتُوْحَ صِلْ وَعَنْ مَّا
۸۲

(نیز) اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا (اور) لَا اَقُوْلَ کے ساتھ ہے۔اور (قطع کر) اِنْ مَّا کو (صرف سورہ) رعد میں، اور (ہمزہ کے) زبر والے (یعنی اَمَّا) کو (ہر جگہ) موصول لکھ

ف: عَنْ مَّا کا ذکر اگلے شعر میں آئے گا۔

نُهُوْا اقْطَعُوْا مِنْ مَّا بِرُوْمٍ وَّالنِّسَا
خُلْفُ الْمُنَافِقِيْنَ اَمْ مَّنْ اَسَّسَا
۸۳

اور قطع کر عَنْ مَّا نُھُوْا کو (یعنی اس عَنْ مَّا کو جس کے بعد نُھُوْا ہے، اور اس) مِنْ مَّا کو (جو سورہ) روم اور نساء میں (ہے) اور (سورہ) منافقون (کے مِنْ مَّا) میں خلف ہے۔ (اور قطع کر) اَمْ مَّنْ اَسَّسَ کو (یعنی اس اَمْ مَّنْ کو جس کے بعد اَسَّسَ ہے)۔

فُصِّلَتِ النِّسَا وَذِبْحٍ حَيْثُ مَا
وَاَنْ لَّمِ الْمَفْتُوحَ كَسْرَ اِنَّ مَا
(۸۴)

نیز (سورہ) فصلت کے (اَمْ مَّنْ يَّاْتِیْ سورہ) نساء کے (اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ) اور (سورہ) ذِبْحٍ (یعنی صٰفّٰت) کے اَمْ مَّنْ (خَلَقْنَا) کو (بھی) اور (قطع کر) حَيْثُ مَا کو (دونوں جگہ) اور (قطع کر) اس اَنْ لَّمْ کو جو ہمزہ کے فتحہ والا ہے (ہر جگہ) اور (قطع کر) ہمزہ کے زیر والے اِنَّ مَا کو

الْاَنْعَامَ وَالْمَفْتُوْحَ يَدْعُوْنَ مَعَا
وَخُلْفُ الْاَنْفَالِ وَنَحْلٍ وَّقَعَا
(۸۵)

(صرف سورہ) انعام میں اور (قطع کر) ہمزہ کے زبر والے (یعنی اَنَّ مَا کو) يَدْعُوْنَ کے ساتھ دونوں جگہ اور انفال (کے اَنَّمَا) اور نحل (کے اِنَّمَا) میں خلف واقع ہوا ہے۔

وَكُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاخْتُلِفْ
رُدُّوْا كَذَا قُلْ بِئْسَمَا وَالْوَصْلَ صِفْ
(۸۶)

اور (قطع کر) كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ کو اور اختلاف کیا گیا ہے (كُلَّمَا) رُدُّوْا میں، ایسے ہی (اختلاف کیا گیا ہے) قُلْ بِئْسَمَا میں بھی اور بیان کردے وصل کو

خَلَفْتُمُونِىْ وَاشْتَرَوْا فِىْ مَا اقْطَعَا
اُوْحِىْ اَفَضْتُمْ اشْتَهَتْ يَبْلُوْا مَعَا ﴿۸۷﴾

(بِئْسَمَا) خَلَفْتُمُوْنِىْ اور (بِئْسَمَا) اشْتَرَوْا میں (اور) ضرور قطع کر فِیْ مَا کو (فِیْ مَا) اُوْحِیَ، (فِیْ مَا) اَفَضْتُمْ، (فِیْ مَا) اشْتَهَتْ اور لِيَبْلُوَكُمْ (فِیْ مَا) میں دونوں جگہ۔

ثَانِىْ فَعَلْنَ وَقَعَتْ رُوْمٍ كِلَا
تَنْزِيْلِ شُعَرَا وَغَيْرَهَا صِلَا ﴿۸۸﴾

دوسرے (فِیْ مَا) فَعَلْنَ (میں)، نیز واقعہ (کے فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) روم (کے فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ)، تنزیل (زمر) کے دونوں (یعنی فِیْ مَا هُمْ اور فِیْ مَا كَانُوْا)، اور شعراء (کے فِیْ مَا هٰهُنَا) میں (اور) اس (شعراء والے یا ان گیارہ) کے سوا (باقی سب) کو موصول لکھ۔

فَاَيْنَمَا كَالنَّحْلِ صِلْ وَمُخْتَلِفْ
فِى الشُّعَرَا الْاَحْزَابِ وَالنِّسَا وُصِفْ ﴿۸۹﴾

(اور) موصول لکھ فَاَيْنَمَا کو نحل (کے اَيْنَمَا) کی طرح، اور اختلاف والا

پس غَيْرَهَا کی ضمیر کا مرجع یا تو شعراء ہے اور یا یہ سب ہیں، جو گیارہ ہیں۔

ہے یہ (لفظ سورہ) شعراء احزاب اور نساء میں۔ بیان کیا گیا ہے یہ (اختلاف فن کی کتابوں میں)۔

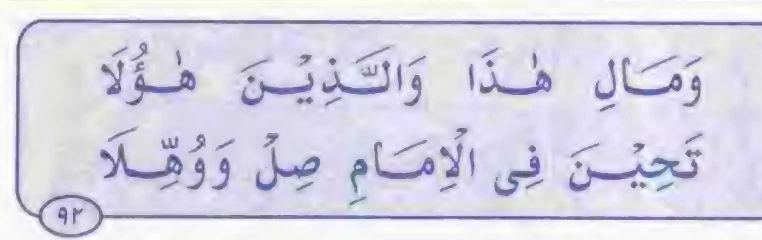
وَصِلْ فَاِلَّمْ هُودَ اَلَّنْ نَّجْعَلَا
نَجْمَعَ كَيْلَا تَحْزَنُوا تَأْسَوْا عَلٰى
(۹۰)

اور (موصول لکھ) فَاِلَّمْ کو (سورہ) ھود میں، (نیز موصول لکھ) اَلَّنْ نَّجْعَلَ (اور اَلَّنْ) نَّجْمَعَ کو، (نیز) لِكَيْلَا تَحْزَنُوا (اور) لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى کو۔

حَجٌّ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَّقَطْعُهُمْ
عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ مَنْ تَوَلّٰى يَوْمَ هُمْ
(۹۱)

(نیز موصول ہے سورہ) حج کا (لِكَيْلَا يَعْلَمَ اور سورہ احزاب کا لِكَيْلَا يَكُوْنَ) عَلَيْكَ حَرَجٌ، اور ان (اہلِ رسم) کا عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ، (عَنْ) مَّنْ تَوَلّٰى (اور) يَوْمَ هُمْ کو مقطوع لکھنا ثابت ہے۔

حَجٌّ عَلَيْكَ حَرَجٌ کا ترجمہ اس طرح بھی کیا گیا ہے: "اور كَيْلَا کے ان مواضع وصل میں سے تیسرا حج کا لِكَيْلَا اور چوتھا ان میں کا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ہے۔ (قاریؒ)



نیز مَالِ هٰذَا، (فَمَالِ) الَّذِیْنَ اور (فَمَالِ) هٰٓؤُلَآءِ کو (یعنی ان تینوں کو بھی مقطوع لکھنا ثابت ہے۔ اور) تَحِیْنَ کو مصحفِ امام میں موصول لکھ، اور یہ (قول) غلطی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اَوْ وَّزَنُوْهُمْ وَكَالُوْهُمْ صِلِ
كَذَا مِنَ اَلْ وَهَا وَ يَا لَا تَفْصِلِ
٩٣

اَوْ وَّزَنُوْهُمْ (اور) كَالُوْهُمْ کو موصول لکھ۔ ایسے ہی اَلْ اور هَا اور یَا سے بھی (ان کے مابعد کو) جدا مت کر۔

فَصلٌ فِي هَآءِ التَّأْنِيثِ الَّتِي رُسِمَتْ تَآءً

تانیث کی اس ھاء کا بیان جو دراز "ت" کی صورت میں لکھی گئی ہے

وَرَحْمَتُ الزُّخْرُفِ بِالتَّا زَبَرَهْ
الاَعْرَافِ رُومٍ هُودَ كَافَ الْبَقَرَهْ
(۹۴)

اور (سورہ) زخرف، اعراف، روم، ھود، کاف (مریم) اور بقرہ کا لفظ رَحْمَتُ جو ہے، اس کو (اہلِ رسم نے دراز) "ت" سے لکھا ہے۔

❁ یا زخرف اعراف وغیرہ کے لفظ رَحْمَتُ کو (اہلِ رسم نے) دراز "ت" سے لکھا ہے۔

نِعْمَتُهَا ثَلَاثُ نَحْلٍ اِبْرَهَمْ
مَعًا اَخِيرَاتٌ عُقُودُ الثَّانِ هَمّ
(۹۵)

نِعْمَتُ اس (سورہ بقرہ) کا، تین نحل کے، دو ابراہیم کے جو ساتھ ساتھ ہیں (یعنی دونوں پانچویں رکوع میں ہیں) اس حال میں کہ یہ (چھیوں تینوں سورتوں کے) آخر والے ہیں، (یا یہ چھیوں جو آخر والے ہیں) اور (سورہ) عقود کا دوسرا جو هَمَّ

کے پاس ہے (ان ساتوں کو بھی اہلِ رسم نے دراز "ت" سے ہی لکھا ہے)۔

لُقْمٰنَ ثُمَّ فَاطِرٌ كَالطُّوْرِ
عِمْرٰنَ لَعْنَتَ بِهَا وَالنُّوْرِ
۹۶

(نیز) لقمان کا پھر فاطر کا مانند طور اور آل عمران کے (یعنی یہ چاروں بھی دراز "ت" سے ہی ہیں، اور لفظ) لَعْنَتَ جو اس (آل عمران) میں اور نور میں ہے (اس کو بھی اہلِ رسم نے دراز "ت" سے ہی لکھا ہے)۔

وَامْرَاَتُ يُّوْسُفَ عِمْرٰنَ الْقَصَصْ
تَحْرِيْمَ مَعْصِيَتْ بِقَدْ سَمِعْ يُخَصْ
۹۷

اور (لفظ) اِمْرَاَتُ (سورہ) یوسف (آل) عمران قصص اور تحریم میں (یعنی ان چار موقعوں میں اسکو بھی دراز "ت" سے لکھا ہے، اور لفظ) مَعْصِيَتْ (سورہ) قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ (مجادلہ) کیساتھ خاص کیا جاتا ہے (یعنی یہ اسی سورۃ میں دو جگہ آیا ہے)

شَجَرَتَ الدُّخَانِ سُنَّتْ فَاطِرٍ
كُلًّا وَّ الْاَنْفَالِ وَاُخْرٰى غَافِرٍ
۹۸

(لفظ) شَجَرَتَ دخان کا (اور لفظ) سُنَّتْ فاطر کا (اس کے) سب موقعوں

میں، اور انفال کا اور غافر کا آخر والا، (ان سب کو بھی اہلِ رسم نے دراز "ت" سے ہی لکھا ہے)۔

قُـرَّتُ عَيْـنٍ جَنَّتُ فِىْ وَقَعَتْ
فِطْـرَتْ بَقِيَّتْ وَابْنَتُ وَّ كَلِمَتْ

۹۹

قُـرَّتُ عَـيْنٍ (قصص:۹) جَـنَّتُ (اِذَا) وَقَعَتْ (آیت:۸۹) میں فِطْـرَتْ (روم:۳۰) بَقِـيَّتْ (صرف ھود:۸۶) اور اِبْنَـتْ (تحریم:۱۲) اور كَلِمَتْ

اَوْسَطَ الْاَعْرَافِ وَكُـلُّ مَا اخْتُلِفْ
جَمْعًـا وَّفَـرْدًا فِيْـهِ بِالتَّـآءِ عُرِفْ

۱۰۰

اعراف کے وسط میں (ان چھیوں کو بھی دراز "ت" سے ہی لکھا ہے) اور ہر وہ لفظ کہ اختلاف کیا گیا ہو اس میں جمع اور مفرد پڑھنے کے اعتبار سے، وہ (بھی) دراز "ت" کے ساتھ پہچانا گیا ہے۔

بَابُ هَمْزَةِ الْوَصْلِ

ہمزہ وصلی کی حرکت کا بیان

وَابْدَأْ بِهَمْزِ الْوَصْلِ مِنْ فِعْلٍ بِضَمْ
اِنْ كَانَ ثَالِثٌ مِّنَ الْفِعْلِ يُضَمْ
(۱۰۱)

اور ابتدا کر فعل کے ہمزہ وصلی سے ساتھ ضمہ کے، اگر ہو فعل کا تیسرا حرف ضمہ دیا ہوا۔

وَاكْسِرْهُ حَالَ الْكَسْرِ وَالْفَتْحِ وَفِي
الْاَسْمَآءِ غَيْرِ اللَّامِ كَسْرُهَا وَفِي
(۱۰۲)

اور کسرہ دے اس (ہمزہ وصلی) کو (فعل کے تیسرے حرف کے) کسرہ اور فتحہ والا ہونے کی حالت میں (اور عارضی ضمہ کا بھی یہی حکم ہے)، اور ان اسموں میں جو لام کے بغیر ہیں (یعنی جن کے شروع میں الؔ نہیں ہے) اس (ہمزہ) کا کسرہ کامل (اور پورا) ہے۔

اِبْنٍ مَّعَ ابْنَتٍ امْرِئٍ وَّاثْنَيْنِ
وَامْرَاَةٍ وَّاسْمٍ مَّعَ اثْنَتَيْنِ
١٠٣

(یعنی) اِبْنٍ میں سمیت اِبْنَتٍ (اور) اِمْرِئٍ اور اِثْنَيْنِ اور اِمْرَاَةٍ اور اِسْمٍ سمیت اِثْنَتَيْنِ کے۔

ف: وَفِي الْاَسْمَآءِ غَيْرِ اللَّامِ... الخ کا ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے: اور ان اسموں میں جو لامِ اَلْ کے بغیر ہیں، نیز اِبْنٍ میں سمیت اِبْنَتٍ وغیرہ کے اس (ہمزہ) کا کسرہ ثابت ہے۔ (دونوں ترجموں کی وضاحت شرح میں درج ہے)

بَابُ كَيْفِيَّةِ الْوَقْفِ

وقف کی کیفیت (اور اسکے طریقہ) کا بیان

وَحَاذِرِ الْوَقْفَ بِكُلِّ الْحَرَكَهْ
اِلَّا اِذَا رُمْتَ فَبَعْضُ الْحَرَكَهْ
١٠٤

اور پرہیز کر کامل حرکت کے ساتھ وقف کرنے سے، البتہ جب تو رَوم کرے گا تو (اس وقت) حرکت کا کچھ حصہ* ادا کیا جائے گا

* اس لیے کہ رَوم کہتے ہی ہیں حرکت کا کچھ حصہ ادا کرنے کو۔

ف: دوسرے مصرعہ کا ترجمہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے: مگر جب رَوم کرے تو اس وقت حرکت کا کچھ حصہ ادا کر

اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ وَّ اَشِمْ
اِشَارَةً بِالضَّمِّ فِيْ رَفْعٍ وَّضَمْ
۱۰۵

مگر فتحہ اور نصب میں (یعنی ان دونوں میں رَوم جائز نہیں)، اور اشمام کر ہونٹوں کے ملانے (یعنی گول کرنے) کے ذریعہ (حرکت کی طرف) اشارہ کرنے کی غرض سے (صرف) رفع اور ضمہ میں۔

اَلْخَاتِمَةُ

وَقَدْ تَقَضّٰى نَظْمِيَ الْمُقَدِّمَهْ
مِنِّيْ لِقَارِئِ الْقُرَانِ تَقْدِمَهْ
۱۰۶

اور تحقیق پورا ہو چکا میرا مقدمہ (رسالہ) کو نظم کرنا۔ یہ میری طرف سے قرآن کے قاری کے لیے ایک تحفہ ہے۔

ف: پہلے مصرعہ کا مختصر ترجمہ اسطرح بھی کیا جا سکتا ہے: "اور تحقیق پوری

پس زبر میں تو نہ رَوم جائز ہے اور نہ اشمام، اور زیر میں رَوم تو جائز ہے مگر اشمام جائز نہیں۔ نتیجہ یہ کہ پیش میں تو دونوں جائز ہیں اور زبر میں دونوں ناجائز اور زیر میں ایک جائز ہے اور ایک ناجائز۔

ہو چکی میری مقدمہ نامی نظم۔"

أَبْيَاتُهَا قَافٌ وَّزَاءٌ فِي الْعَدَدْ
مَنْ يُّحْسِنِ التَّجْوِيدَ يَظْفَرْ بِالرَّشَدْ
(۱۰۷)

اس (مقدمہ) کے اشعار تعداد میں قاف اور زاء (یعنی ایک سو سات) ہیں۔ جو شخص تجوید کو عمدہ کر لے گا وہ ہدایت پانے کے ذریعہ کامیاب ہو جائے گا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَهَا خِتَامُ
ثُمَّ الصَّلٰوةُ بَعْدُ وَالسَّلَامُ
(۱۰۸)

اور الحمدللہ (حق تعالیٰ کی تعریف) اس (رسالہ) کا خاتمہ ہے، پھر اس (حمد) کے بعد درود وسلام نازل ہوں۔

عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّدَا
وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ذَوِي الْهُدٰى
(۱۰۹)

چنے ہوئے نبی (یعنی) محمد (ﷺ) پر اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر۔ جن کی حالت یہ ہے کہ وہ راہ حق کی ہدایت کرنے والے ہیں۔

✽ بعض نسخوں میں یہ شعر اس طرح ہے:

کیونکہ اَبْجَدْ کے حساب کی رو سے قاف کے سَو اور زاء کے سات عدد ہیں۔

عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَاٰلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَتَابِعِىْ مِنْوَالِهٖ

درود وسلام نازل ہوں چُنے ہوئے نبی (ﷺ) پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر اور آپ کے (مبارک) طریقہ کی پیروی کرنے والوں پر۔

✵ بعض نسخوں میں اس کا پہلا مصرعہ اس طرح ہے:

عَلَى النَّبِيِّ اَحْمَدٍ وَّاٰلِهٖ

ترجمہ ظاہر ہے

✵ اور بعض نسخوں میں اس طرح بھی ہے:

عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى الْمُخْتَارِ
وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْاَطْهَارِ

درود وسلام چُنے ہوئے اور پسند کیے ہوئے نبی (ﷺ) پر بھی نازل ہوں اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) پر بھی جو ظاہر و باطن کی پاکی والے ہیں۔

تمت بالخير

احقر ابوالاشرف محمد شریف
خادم مدرسہ دار القراء ○ ماڈل ٹاؤن لاہور
دوشنبہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ ۱۸ اپریل ۱۹۷۷ء

ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختصر حالات

علامہ رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے قدوۃ المجوّدین شیخ القراء والمحدّثین تھے۔ آپ کا لقب: شمس الدین، کنیت: ابوالخیر اور اسم مبارک: محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف ہے۔ اکثر حضرات آپ کو امام جزری یا محقق کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ مسلکاً شافعی ہیں۔ ۲۵ رمضان المبارک ۷۵۱ھ شب شنبہ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ پہلے قرآن مجید حفظ کیا، پھر ابتدائی علوم کی تحصیل کی۔ پھر قراءات سبعہ پڑھیں۔ پھر حج کیا۔ اور ۷۶۹ھ میں مصر گئے۔ جہاں کے شیوخ سے پہلے دس پھر بارہ اور پھر تیرہ قراءتیں پڑھیں۔ پھر دمشق اور قاہرہ اور اسکندریہ وغیرہ کے شیوخ سے حدیث وفقہ وغیرہ کے علوم کی تکمیل کی اور متعدد بار قراءات پڑھیں۔ ۷۸۵ھ تک تمام شیوخ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ صرف قراءات کے شیوخ چالیس کے قریب ہیں، اور اسی زمانہ سے پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر شیراز میں بنام "دارالقرآء" ایک مدرسہ قائم کیا۔ جس میں قرآن اور علم قراءات کی تعلیم ہوتی تھی۔ ۸۲۳ھ میں مکہ مکرمہ پہنچے اور دو سال کے قریب حرمین شریفین میں مقیم رہے۔ اسکے بعد شیراز چلے گئے اور تاحیات وہیں رہے۔

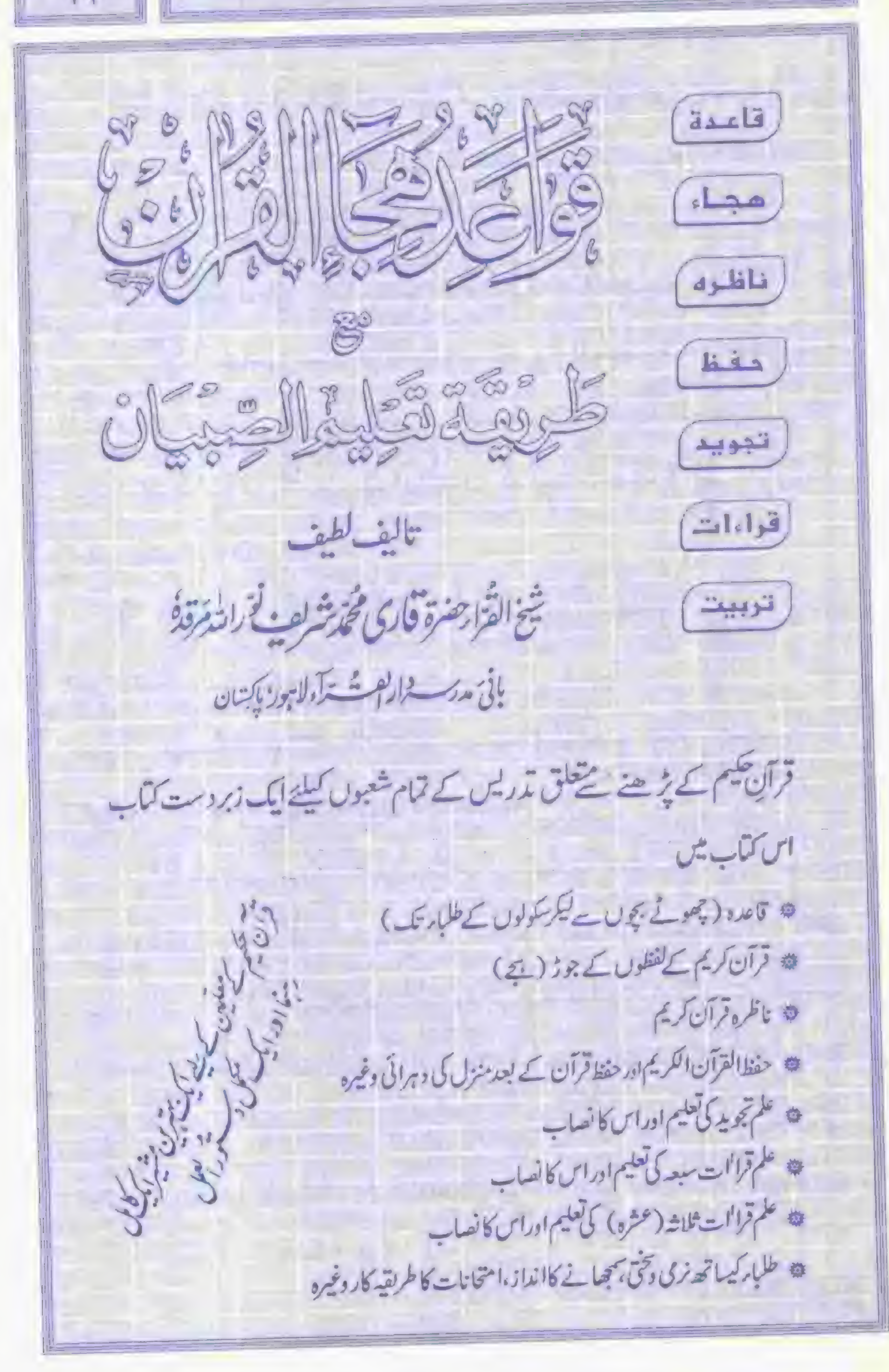
۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ جمعہ کے دن بوقت دوپہر بعمر تقریباً ۸۲ سال (۷۰ سال سے زیادہ عرصہ تک قرآن وعلوم شریعہ کی خدمت کر کے) شیراز میں وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○

خواص، امراء وشرفا کا اتنا اژدھام تھا کہ جنازہ تک پہنچنا اور اسکا چھونا ناممکن ہوگیا تھا۔ آپ نے دوسرے علوم وفنون کے علاوہ تجوید وقراءات اور علم اوقاف میں خاص طور پر بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ چنانچہ :۔

- تجوید میں رسالہ اَلْمُقَدِّمَۃُ الْجَزَرِیَّۃُ اور تَمْهِیْد
- علم قراءات میں طَیِّبَۃُ النَّشْرِ ○ اَلدُّرَّۃُ الْمُضِیْئَۃُ ○ تَقْرِیْبُ النَّشْرِ ○ اَلنَّشْرُ فِی الْقِرَاءَاتِ الْعَشْرِ ○ مُنْجِدُ الْمُقْرِئِیْنَ ○ قِرَاءَات شَاذَّۃ ○ أُصُوْلُ قِرَاءَات ○ غَایَۃُ الْمُهْرَۃِ فِی الزِّیَادَۃِ عَلَی الْعَشَرَۃِ ○
- وقف میں اَلْاِهْتِدَآءُ فِی الْوَقْفِ وَالْاِبْتِدَآءِ آپ کی باقیات الصالحات میں سے ہیں۔
- ان کے علاوہ ادعیہ ماثورہ کی سب سے بڑی کتاب حِصْنٌ حَصِیْنٌ اور نحو میں اَلْجَوْهَرَۃُ بھی آپ ہی کی تالیف ہیں۔

علم قراءات میں آپ کی تصانیف بعد میں آنے والوں کیلئے معیارِ تحقیق قرار پائیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے فن آپ کو محقق کے نام سے یاد کرتے ہیں، اور واقعہ یہی ہے کہ مسائل کی ایسی چھان بین کی ہے کہ اس سے زیادہ ناممکن ہے۔ طَیِّبَۃُ النَّشْرِ اور اَلنَّشْرُ فِی الْقِرَاءَاتِ الْعَشْرِ کے دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ناظم رحمہ اللہ کو قرآن اور اس کی قراءات کے ساتھ انتہائی شغف تھا اور حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو اپنے کلام کی خدمت ہی کیلئے پیدا فرمایا تھا۔ رَحْمَۃُ اللّٰهِ عَلَیْهِ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً (ملخصًا از شرح سبعۃ)



مکتبۃ القراءۃ لاہور
٦٦
قاعدة
هجاء
ناظره
حفظ
تجويد
قراءات
تربيت
قواعد هجا القرآن
مع
طريقة تعليم الصبيان
تالیف لطیف
شیخ القراء حضرۃ قاری محمد شریف نور اللہ مرقدہٗ
بانی مدرسہ دار القراء، لاہور، پاکستان
قرآنِ حکیم کے پڑھنے سے متعلق تدریس کے تمام شعبوں کیلئے ایک زبردست کتاب
اس کتاب میں
قاعدہ (چھوٹے بچوں سے لیکر سکولوں کے طلباء تک)
قرآن کریم کے لفظوں کے جوڑ (ہجے)
ناظرہ قرآن کریم
حفظ القرآن الکریم اور حفظ قرآن کے بعد منزل کی دہرائی وغیرہ
علم تجوید کی تعلیم اور اس کا نصاب
علم قراءات سبعہ کی تعلیم اور اس کا نصاب
علم قراءات ثلاثہ (عشرہ) کی تعلیم اور اس کا نصاب
طلباء کیساتھ نرمی وسختی، سمجھانے کا انداز، امتحانات کا طریقہ کار وغیرہ

تحفة الأطفال

لِلعَلّامَةِ الشَّيْخِ سُلَيْمَانِ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ إِلجَمْزُورِيّ رحمه الله

ترجمہ

شیخ القراء حضرۃ قاری محمد شریف نور اللہ مرقدہ
بانی مدرسہ دار القراء لاہور، پاکستان

مکتبۃ القراءۃ لاہور

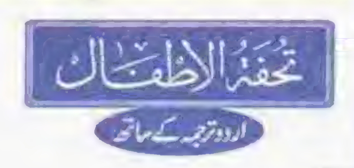
دیباچہ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا ○ اما بعد اگرچہ تُحْفَۃُ الْأَطْفَال جزریہ کی طرح فن کا کوئی مکمل رسالہ تو نہیں، اس لیے کہ جزریہ تو فن کے تقریباً جملہ مسائل پر حاوی ہے اور اس میں صرف نون ساکن وتنوین، میم ساکن، نون ومیم مشددتین لامِ تعریف، ادغام اور مدود بس یہی چھ مباحث درج ہیں۔ لیکن قرائین سے پتہ چلتا ہے کہ مصر وغیرہ میں یہ نظم بھی جزریہ کی طرح ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ چنانچہ مصر سے قراٰات کے جو متونِ سبعہ ومتونِ عشرہ شائع ہو رہے ہیں، ان میں شاطبیہ،

اور نہ صرف مصر میں بلکہ ہندوستان کے بھی بعض مدارس میں یہ داخل نصاب تھی اور ممکن ہے کہ اب بھی ہو۔
چنانچہ عربی کے علاوہ میری معلومات کی حد تک اس کی تین شروح اردو میں بھی طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔
جن میں سے دو ہندوستان میں لکھی گئی ہیں اور ایک پاکستان میں حضرت مولانا حافظ قاری فتح محمد صاحب پانی پتی ثم المدنی مدظلہ شارح شاطبیہ، درۃ اور رائیہ وغیرہ نے تحریر فرمائی ہے۔ جس کا نام "مفتاح الکمال" ہے۔
افسوس ہے کہ ناظم رحمہ اللہ کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ دو چار سطروں میں مفتاح الکمال کے مصنف علامّ مدظلہ نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کا اسم گرامی سلیمان ہے اور والد کا نام حسین بن محمد بن شلبی ہے اور عرف آفندی۔ مذہب کی رو سے شافعی اور طریق کے اعتبار سے شاذلی ہیں۔
اور شہر ملند تانئی کے رہنے والے ہیں۔ پھر ان کے صاحبزادہ سلیمان نے (جو نظم کے مصنف ہیں) جمزور کی سکونت اختیار کر لی تھی جو عبد الوہاب شعرانی کے قول پر منوفیہ کی ولایت کا ایک مشہور شہر ہے۔
نیز ان کی تحقیق یہ ہے کہ خود حسین بن محمد کا بھی یہی وطن ہے۔

درۃ، رائیہ اور جزریہ وغیرہ کے ساتھ تحفۃ الاطفال بھی شامل ہوتی ہے۔ اس لیے جی میں آیا کہ اگر جزریہ کے ساتھ تحفۃ الاطفال کا متن اور اسکا ترجمہ بھی شائع ہو جائے تو کتابچہ نورٌ علیٰ نور کا مصداق بن جائے۔ اگرچہ مسائل تو اس میں وہی چھ بیان کیے گئے ہیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے لیکن عبارت بڑی دل آویز، شستہ اور سلیس ہے اور ایک ایک چیز کو پوری تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے۔ خصوصاً مدوں کی بحث کو تو بہت ہی تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور یہ بحث جزریہ میں جتنی مختصر ہے تحفۃ الاطفال میں اتنی ہی مفصل۔ اس سب کے علاوہ بعض اشعار بڑے دلچسپ اور نصیحت آموز بھی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ناظم علام رحمہ اللہ کے ولی اور خدا رسیدہ بزرگ تھے اور آخری شعر تو آپ کی ذہانت کا خاص طور پر آئینہ دار ہے۔ جس میں آپ نے اشعار کی تعداد اور کتاب کی تاریخ کو بڑے نفیس اور لطیف پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔ اس لیے اگر طلباء ہمت کر کے صرف اکسٹھ اشعار کی یہ مختصر سی نظم بھی یاد کر لیں گے تو علم میں ایک قیمتی اضافے کے علاوہ اذہان وطبائع میں انشراح بھی پیدا ہوگا اور وہ ان اشعار کو مزے لے لے کر پڑھیں گے۔

(مترجم)



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تعارف، حمد وصلوٰۃ، رسالہ کا نام اور مضامین کی فہرست

يَقُوۡلُ رَاجِیۡ رَحۡمَةِ الۡغَفُوۡرِ
دَوۡمًا سُلَيۡمَانُ هُوَ الۡجَمۡزُوۡرِیۡ

(۱)

کہتا ہے ہمیشہ (اور ہردم) بہت بخشنے والے (پروردگار) کی رحمت کا امیدوار[1] سلیمان جو جمزور کا رہنے والا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ مُصَلِّيًا عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَمَنۡ تَلَا

(۲)

تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ اس حال میں کہ درود بھیجنے والا ہے وہ (راجی) محمد (ﷺ) پر اور آپ کی آل پر اور ان پر جنھوں نے (آپ کی) پیروی کی۔

[1] رحمت کی دعا کرنے والا۔

وَبَعْدُ هٰذَا النَّظْمُ لِلْمُرِيْدِ
فِى النُّوْنِ وَالتَّنْوِيْنِ وَالْمُدُوْدِ

(۳)

اور حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ نظم (علم تجوید کا) ارادہ کرنے والے (اور اسکے طالب) کیلئے ہے (اور یہ) نون (ساکن) اور تنوین اور مدوں (کے احکام) میں (ہے)۔

سَمَّيْتُهُ بِتُحْفَةِ الْاَطْفَالِ
عَنْ شَيْخِنَا الْمِيْهِيِّ ذِى الْكَمَالِ

(۴)

میں نے اس (نظم) کا نام تحفۃ الاطفال[1] رکھا ہے۔ حالانکہ یہ ہمارے شیخ (نور الدین علی بن عمر) سے منقول ہے۔ (یا حالانکہ میں اسکو اپنے شیخ سے نقل کرنے والا ہوں) جو مِیہَہ[2] کے رہنے والے اور (بڑے) باکمال ہیں۔

اَرْجُوْ بِهٖ اَنْ يَّنْفَعَ الطُّلَّابَا
وَالْاَجْرَ وَالْقَبُوْلَ وَالثَّوَابَا

(۵)

میں (حق تعالیٰ سے) امید رکھتا ہوں کہ وہ اس (نظم) سے طلباء کو نفع دیں گے، نیز اجر و ثواب دینے اور قبول کر لینے کی بھی (امید رکھتا ہوں)۔

[1] کمسن بچوں کیلئے رغبت کی چیز۔
[2] ولایتِ منوفیہ کے ایک شہر کا نام ہے۔

اَحکَامُ النُّونِ السَّاکِنَۃِ وَالتَّنوِینِ

نون ساکن اور تنوین کے احکام

لِلنُّونِ اِنْ تَسْکُنْ وَّلِلتَّنْوِیْنِ
اَرْبَعُ اَحْکَامٍ فَخُذْ تَبْیِیْنِیْ

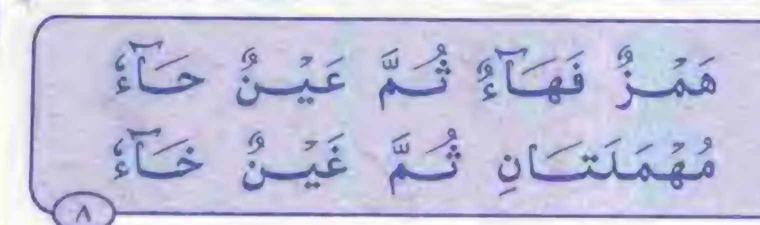
(٦)

نون کے لیے اگر وہ ساکن ہو اور (ایسے ہی) تنوین کے لیے (بھی) چار احکام ہیں۔ پس تو میرے (آئندہ دس شعروں میں آنے والے) بیان کو لے لے (اور حاصل کر لے)۔

فَالْاَوَّلُ الْاِظْهَارُ قَبْلَ الْاَحْرُفِ
لِلْحَلْقِ سِتٌّ رُّتِّبَتْ فَلْتَعْرِفِ

(۷)

پس (ان چار میں سے) پہلا (حکم دونوں نونوں کا) اظہار سے پڑھنا ہے، ان حرفوں سے پہلے جو حلق کے لیے (مقرر) ہیں (اور) وہ چھ ہیں۔ جو (بلحاظ مخارج) ترتیب وار بیان کیے گئے ہیں۔ پس وہ (آئندہ شعر سے) معلوم کر لیے جائیں۔


هَمۡزٌ فَهَآءٌ ثُمَّ عَيۡنٌ حَآءٌ
مُهۡمَلَتَانِ ثُمَّ غَيۡنٌ خَآءٌ

۸

وہ (چھ حروف) ہمزہ اور ھاء، پھر وہ عین اور حاء ہیں جو نقطہ سے خالی رکھے گئے ہیں، پھر غین اور خاء ہیں۔

وَالثَّانِ اِدۡغَامٌ بِسِتَّةٍ اَتَتۡ
فِيۡ يَرۡمَلُوۡنَ عِنۡدَهُمۡ قَدۡ ثَبَتَتۡ

۹

اور دوسرا (حکم) ادغام ہے۔ جو ان چھ (حرفوں) میں ہوتا ہے جو یَرۡمَلُوۡنَ (کے مجموعہ) میں آئے ہیں۔ (ان حرفوں کے لیے) یہ (مجموعہ) ان (قراء) کے نزدیک ثابت (اور مشہور) ہو گیا ہے۔

لٰكِنَّهَا قِسۡمَانِ قِسۡمٌ يُّدۡغَمَا
فِيۡهِ بِغُنَّةٍ بِيَنۡمُوۡ عُلِمَا

۱۰

مگر ان (چھ حرفوں) کی دو قسمیں ہیں:۔ ایک قسم وہ ہے جس میں یہ دونوں (نون) غنہ کے ساتھ مدغم ہوتے ہیں۔ وہ (غنہ والی قسم ان چھ میں سے) یَنۡمُوۡ (کے چار حرفوں) میں جانی گئی ہے۔

اِلَّا اِذَا كَانَ بِكِلْمَةٍ فَلَا
تُدْغِمْ كَدُنْيَا ثُمَّ صِنْوَانٍ تَلَا

(۱۱)

لیکن جب وہ (نون ساکن[1] واؤ اور یاء[2] کے ساتھ) ایک (اسی) کلمہ میں ہو تو (اس وقت) ادغام نہ کر (اور ایک کلمہ میں جمع ہونے کی مثال) دُنْیَا پھر صِنْوَانٌ کی طرح (ہے)۔ اس (صِنْوَانٌ) نے (قاعدہ کی مثال ہونے میں دُنْیَا کی) پیروی کی ہے۔

وَالثَّانِ اِدْغَامٌ بِغَيْرِ غُنَّهْ
فِي اللَّامِ وَالرَّا ثُمَّ كَرِّرَنَّهْ

(۱۲)

اور دوسری قسم ادغام بلاغنہ ہے (اور یہ) لام اور راء میں (ہوتا ہے)۔ پھر تو اس (راء) کو مکرر بھی ضرور ادا کر (یعنی اس میں مشابہتِ تکرار کی صفت بھی ضرور ادا کر)

❁ (یا) تو اس کو (یعنی لام و راء دونوں میں سے ہر ایک کو) دوہرا (یعنی مشدد) ادا کر۔

[1] ایک نسخہ میں كَانَ کی بجائے كَانَا تثنیہ کے صیغے سے ہے۔ اس صورت میں ضمیر کا مرجع نون ساکن اور ادغام والا حرف (یعنی دونوں ہوں گے)۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ "جب نون ساکن اور ادغام والا حرف دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں تو ... الخ"۔ اور حاصل ان دونوں کا ایک ہی ہے۔ اور نون ساکن کی تخصیص اس لیے ہے کہ تنوین کلمہ کے درمیان آتی ہی نہیں، لہٰذا اس کا مدغم فیہ ہمیشہ دوسرے کلمہ میں ہی ہوتا ہے۔

[2] واؤ اور یاء کی تخصیص اس لیے ہے کہ میم اسی کلمہ میں آیا ہی نہیں، رہا نون سو اس میں ادغام اس صورت میں بھی ہوتا ہے جیسے وَلَا تَفْتِنِّي۔

وَالثَّالِثُ الْإِقْلَابُ عِنْدَ الْبَآءِ
مِيْمًا ۢ بِغُنَّـــةٍ مَّـعَ الْإِخْفَآءِ
(۱۳)

اور تیسرا (حکم دونوں نونوں کا) غنہ کی رعایت کے ساتھ میم سے بدل دینا ہے نزدیک بار کے اخفار سمیت۔

وَالرَّابِعُ الْإِخْفَآءُ عِنْدَ الْفَاضِلِ
مِنَ الْحُرُوْفِ وَاجِبٌ لِّلْفَاضِلِ
(۱۴)

اور چوتھا (حکم دونوں نونوں کا) باقی ماندہ (پندرہ) حرفوں کے پاس اخفار سے پڑھنا ہے اور یہ (اخفار) فضیلت والے (قاری) کیلئے واجب ہے۔

فِیْ خَمْسَةٍ مِّنْ ۢ بَعْدِ عَشْرٍ رَّمْزُهَا
فِیْ كِلْمِ هٰذَا الْبَيْتِ قَدْ ضَمَّنْتُهَا
(۱۵)

(اخفار کے) ان (حرفوں) کا اشارہ ان پانچ (حرفوں) میں ہے جو دس کے بعد ہیں (یعنی پندرہ میں)۔ میں نے ان (حرفوں) کو اس (ابھی آگے آنے والے) شعر کے کلمات میں جمع کر دیا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ آئندہ شعر کے پندرہ کلمات میں

پس پہلا فَاضِلِ فُضْلَةٌ سے ہے جو بچی ہوئی چیز کے معنیٰ میں ہے اور دوسرا فَضْلٌ سے ہے جس کے معنیٰ فوقیت اور برتری لے جانے کے ہیں۔

سے ہر کلمہ کا پہلا حرف اخفاء کا حرف ہے)۔

صِفْ ذَا ثَنَا كَمْ جَادَ شَخْصٌ قَدْ سَمَا
دُمْ طَيِّبًا زِدْ فِي تُقًى ضَعْ ظَالِمَا (۱۶)

پس اس شعر کے پندرہ کلمات کے شروع شروع کے حروف یعنی ص ذ ث ك ج ش ق س د ط ز ف ت ض اور ظ اخفاء کے حروف ہیں، اور اسی بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے یہ حروف ان کلمات کے ساتھ الگ الگ بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ اس شعر کا یہ ہے: "تو تعریف والے (انسان) کی خوبیاں بیان کر۔ اس شخص نے بہت سخاوت کی ہے جو بلند ہو گیا ہے۔ تو ہمیشہ خوشدل رہ (اور) پرہیز گاری میں بڑھتا چلا جا اور ظالم سے درگزر کر۔"

اور حروفِ تہجی کے لحاظ سے ان کی ترتیب اس طرح ہے: ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق اور ك

حُکْمُ الْمِیْمِ وَالنُّوْنِ الْمُشَدَّدَتَیْنِ

تشدید والے میم اور نون کا حکم

وَغُنَّ مِیْمًا ثُمَّ نُوْنًا شُدِّدَا
وَسَمِّ کُلًّا حَرْفَ غُنَّةٍ بَدَا

(۱۷)

اور تو اس میم اور نون کو (ایک الفی) غنہ سے پڑھ جو تشدید دیئے گئے ہوں اور (اس صورت میں ان دونوں میں سے) ہر ایک کا نام حرفِ غنہ رکھ دے۔ (ان کا) یہ (نام) ظاہر (اور مشہور) ہوگیا ہے۔

اَحْکَامُ الْمِیْمِ السَّاکِنَۃِ

میم ساکن کے احکام

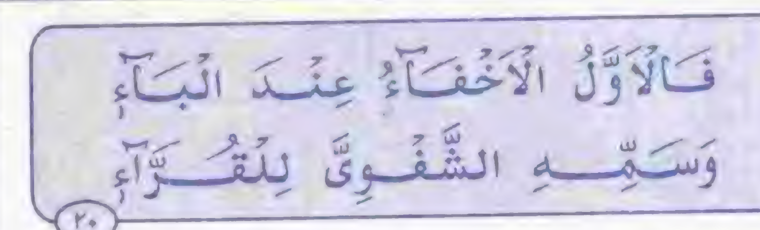
وَالْمِیْمُ اِنْ تَسْکُنْ تَجِیْ قَبْلَ الْھِجَا
لَا اَلِفٍ لَّیِّنَۃٍ لِّذِی الْحِجَا ۱۸

اور میم اگر ساکن ہو تو ہجاء (کے تمام حرفوں) سے پہلے آتا ہے، نہ کہ نرمی والے الف سے پہلے بھی۔ (اور یہ بات) کامل عقل والے کے لیے (ظاہر ہے)۔

اَحْکَامُھَا ثَلَاثَۃٌ لِّمَنْ ضَبَطْ
اِخْفَآءٌ اِدْغَامٌ وَّاِظْھَارٌ فَقَطْ ۱۹

اس (میم ساکن) کے احکام تین ہیں۔ اس (شخص) کیلئے جو (ان کو) محفوظ (اور یاد) کرلے اور وہ اخفاء، ادغام اور اظہار ہیں فقط۔

یعنی عقل مند یہ سمجھ سکتا ہے کہ الف سے پہلے میم ساکن آ ہی نہیں سکتا۔



فَالْاَوَّلُ الْاِخْفَآءُ عِنْدَ الْبَآءِ
وَسَمِّهِ الشَّفْوِيَّ لِلْقُرَّآءِ (۲۰)

پس پہلا (حکم اس کا) اخفاء سے پڑھنا ہے باء کے پاس۔ اور تو قراء کے لیے اس (اخفاء) کا نام (اخفائے) شفوی رکھ دے۔

وَالثَّانِ اِدْغَامٌ بِمِثْلِهَا اَتٰى
وَسَمِّ اِدْغَامًا صَغِيْرًا يَّا فَتٰى (۲۱)

اور دوسرا (حکم) ادغام ہے جو اس کے مثل (یعنی اس جیسے دوسرے میم) میں آیا ہے اور اے جوان تو اس (ادغام) کا نام ادغامِ صغیر رکھ دے۔

وَالثَّالِثُ الْاِظْهَارُ فِى الْبَقِيَّهْ
مِنْ اَحْرُفٍ وَّسَمِّهَا شَفْوِيَّهْ (۲۲)

اور تیسرا (حکم) اظہار سے پڑھنا ہے باقی (چھبیس[۲۶]) حرفوں سے پہلے اور تو اس (اظہار) کا نام (اظہارِ) شفوی رکھ دے۔

پس فِی یہاں مجازاً قَبْلَ کے معنیٰ میں ہے۔ اس لیے کہ اظہار حروف کے اندر نہیں ہوتا بلکہ اس سے پہلے ہوتا ہے۔ فَافْهَمْ

وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَّ فَا اَنْ تَخْتَفِیْ
لِقُرْبِهَا وَالِاتِّحَادِ فَاعْرِفْ

۲۳

اور تو واؤ اور فاء کے پاس اس (میم) کے اخفاء والا ہو جانے سے بچ بوجہ اس کے (فاء سے مخرج میں) قریب اور (واؤ سے) متحد ہونے کے اور تو (اس تنبیہ کی وجہ کو) سمجھ لے۔

حُکْمُ لَامِ اَلْ وَلَامِ الْفِعْلِ

لامِ تعریف اور لامِ فعل کا حکم

لِلَامِ اَلْ حَالَانِ قَبْلَ الْاَحْرُفْ
اُوْلَاهُمَا اِظْهَارُهَا فَلْيُعْرَفْ

۲۴

(ہجاء کے) حرفوں سے پہلے لامِ اَلْ (اَلْ تعریفی) کے دو حال (یعنی دو حکم) ہیں ان دونوں میں کا پہلا (حکم) اس کو اظہار سے پڑھنا ہے۔ پس چاہیئے کہ وہ (اظہار کا موقع) معلوم کر لیا جائے۔

قَبْلَ اَرْبَعٍ مَّعْ عَشْرَةٍ خُذْ عِلْمَهُ
مِنَ ابْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهُ
(۲۵)

ان چار (حرفوں) سے پہلے جو دس سمیت ہیں تو اس (اظہار) کے علم (اور پتہ) کو اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهُ (کے چودہ حرفوں) سے لے لے (اور حاصل کرلے۔ یعنی ان چودہ حرفوں سے پہلے لامِ تعریف کا اظہار ہوتا ہے جو اس مجموعہ میں جمع ہیں)۔

اور معنیٰ اس مجموعہ کے یہ ہیں: تو اپنے حج کی خوبی کو طلب کر اور اس کے بانجھ (یعنی نامقبول) ہو جانے سے ڈر۔

ثَانِيْهِمَا اِدْغَامُهَا فِيْ اَرْبَعِ
وَعَشْرَةٍ اَيْضًا وَّ رَمْزَهَا فَعِ
(۲۶)

ان دونوں میں کا دوسرا (حکم) اس کا ادغام کر دینا ہے۔ چار اور دس (یعنی چودہ) ہی (حرفوں) میں۔ پس تو ان (حرفوں) کے اشارہ کو (آئندہ شعر کے چودہ کلمات کے شروع شروع والے حرفوں سے لے کر) محفوظ (اور یاد) کرلے۔

طِبْ ثُمَّ صِلْ رَحْمًا تَفُزْ ضِفْ ذَا نِعَمْ
دَعْ سُوْءَ ظَنٍّ زُرْ شَرِيفًا لِلْكَرَمْ
۲۷

پس اس شعر کے چودہ کلمات کے ابتدائی حرفوں یعنی ط ث ص ر ت ض ذ ن د س ظ ز ش اور لؔ میں ادغام ہوتا ہے۔

اور ترجمہ شعر کا یہ ہے: تو خوش رہ اور صلۂ رحمی کر کامیاب ہو جائے گا اور تو نعمتوں والے (حق تعالیٰ) کا مہمان بن۔ بدگمانی کو ترک کر دے اور بزرگی حاصل کرنے کے لیے شریف (انسان) کی زیارت کر۔

وَاللَّامُ الْأُوْلٰى سَمِّهَا قَمْرِيَّهْ
وَاللَّامُ الْأُخْرٰى سَمِّهَا شَمْسِيَّهْ
۲۸

اور پہلا لام جو ہے (یعنی جس کا اظہار ہوتا ہے) تو اسکا نام قمریہ رکھ دے اور دوسرا لام جو ہے (یعنی جسکا ادغام ہوتا ہے) تو اسکا نام شمسیہ رکھ دے۔

وَاَظْهِرَنَّ لَامَ فِعْلٍ مُّطْلَقًا
فِيْ نَحْوِ قُلْ نَعَمْ وَقُلْنَا وَالْتَقٰى
۲۹

حروفِ تہجی کے لحاظ سے ان کی ترتیب اس طرح ہے:۔ ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن

اور تو فعل کے لام کو مطلقاً (ہر حال میں[1]) اظہار ہی سے پڑھ قُلْ نَعَمْ اور قُلْنَا اور اِلْتَقٰى جیسی مثالوں میں۔

فِي الْمِثْلَيْنِ وَالْمُتَقَارِبَيْنِ وَالْمُتَجَانِسَيْنِ

مثلین، متقاربین اور متجانسین (کی تعریفات اور ان کے ادغام کے بیان) میں

اِنْ فِي الصِّفَاتِ وَالْمَخَارِجِ اتَّفَقْ
حَرْفَانِ فَالْمِثْلَانِ فِيهِمَا اَحَقْ ۳۰

اگر دو حرف مخرج اور (تمام[2]) صفات میں متحد (شریک) ہوں تو ان کے بارہ میں مثلین (کا نام) لائق تر ہے (یعنی ایسے دو حرفوں کو مثلین کہتے ہیں)

[1] یعنی لامِ فعل کے بعد خواہ اظہار کا حرف ہو خواہ ادغام کا، یہ بہرحال اظہار ہی سے پڑھا جاتا ہے۔ البتہ اگر اس کے بعد لام یا راء میں سے کوئی ہو تو ان دو صورتوں میں یہ بھی ادغام سے ہی پڑھا جاتا ہے۔ جیسے قُلْ رَّبِّ اور قُلْ لَّكُمْ وغیرہ۔

[2] کیونکہ بعض صفات میں تو متجانسین بلکہ متقاربین بھی شریک ہوتے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

وَاِنْ یَّکُوْنَا مَخْرَجًا تَقَارَبَا
وَفِی الصِّفَاتِ اخْتَلَفَا یُلَقَّبَا
(۳۱)

اور اگر وہ دونوں (حرف) مخرج کی رو سے قریب قریب اور (بعض) صفات میں مختلف (الگ الگ) ہوں تو متقاربین لقب[1] دیئے جاتے ہیں۔ (یعنی متقاربین کہلاتے ہیں)۔

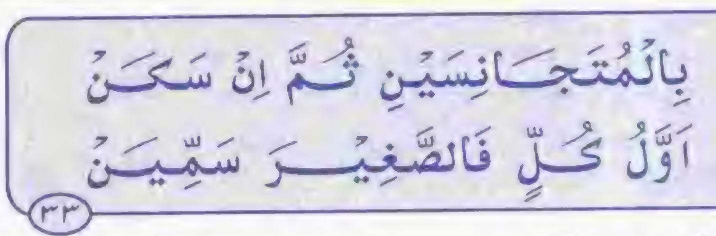
ف: اگلے شعر کے لفظ مُتَقَارِبَیْنِ کا ترجمہ بھی اسی میں آگیا ہے۔

مُتَقَارِبَیْنِ اَوْ یَکُوْنَا اتَّفَقَا
فِیْ مَخْرَجٍ دُوْنَ الصِّفَاتِ حُقِّقَا
(۳۲)

اور (اگر) وہ دونوں صفات[2] کے بغیر (صرف) مخرج میں متفق ہوں تو متجانسین کے ساتھ ثابت کیے جاتے ہیں۔ (یعنی ایسے دو حرف لازماً متجانسین ہی نام دیئے جاتے ہیں)۔

[1] یہ متقاربین کی ایک صورت ہے جس کی مثال قاف اور کاف ہوسکتی ہے اور اسکے علاوہ اس کی دو صورتیں اور بھی ہیں:۔ (۱) مخرج کے لحاظ سے مختلف اور صفات کے لحاظ سے متحد ہوں جیسے نون ومیم۔ (۲) مخرج اور صفات دونوں کے لحاظ سے قریب قریب ہوں جیسے لام اور راء۔

[2] یہاں بھی صفات کے بغیر سے مراد تمام صفات کے بغیر ہے اور وجہ وہی ہے جو اوپر شعر نمبر ۳۰ کے حاشیہ میں بیان ہوچکی ہے۔ فَافْہَمْ



پھر اگر (ان تینوں قسموں میں سے) ہر ایک کا پہلا (حرف) ساکن ہو تو تو اس (کے ادغام) کا نام (ادغامِ) صغیر رکھ دے۔

اَوْ حُرِّكَ الْحَرْفَانِ فِيْ كُلٍّ فَقُلْ
كُلٌّ كَبِيْرٌ وَّافْهَمَنْهُ بِالْمُثُلْ
۳۴

اور اگر وہ دو حرف (مدغم و مدغم فیہ ان تینوں قسموں میں سے) ہر ایک میں حرکت دیئے گئے ہوں، تو تو کہہ دے کہ (ان میں سے) ہر ایک کا ادغام (ادغامِ) کبیر ہے اور تو اس پورے بیان کو مثالوں کے ذریعہ بھی سمجھ لے۔

یہ پوری بحث مع امثلہ کے کتاب معلم التجوید میں درج ہے۔

اَقْسَامُ الْمَدِّ

مد کی قسمیں

وَالْمَدُّ اَصْلِيٌّ وَّفَرْعِيٌّ لَهٗ
وَسَمِّ اَوَّلًا طَبِيْعِيًّا وَّ هُوَ (۳۵)

اور مد اصلی ہے اور اس (اصلی) کے لیے (مد) فرعی بھی ہے اور تو پہلے (یعنی مد اصلی) کا نام طبیعی بھی رکھ دے، اور وہ (طبیعی)

مَا لَا تَوَقُّفٌ لَهٗ عَلٰى سَبَبْ
وَلَا بِدُوْنِهِ الْحُرُوْفُ تُجْتَلَبْ (۳۶)

وہ ہے جس کے لیے سبب پر موقوف ہونا نہ ہو (یعنی جو سبب پر موقوف نہ ہو) اور نہ اس کے بغیر (مد کے) حروف پائے جاتے ہوں (یعنی وجود میں آتے ہوں)

بَلْ اَیُّ حَرْفٍ غَیْرَ هَمْزٍ اَوْ سُكُوْن
جَا بَعْدَ مَدٍّ فَالطَّبِيْعِیُّ یَكُوْن

۳۷

بلکہ حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا سکون (حرفِ ساکن) کے علاوہ جونسا حرف بھی آئے تو وہ (مدہی مدّ) طبیعی ہوتا ہے۔

وَالْاٰخَرُ الْفَرْعِیُّ مَوْقُوْفٌ عَلٰی
سَبَبْ كَهَمْزٍ اَوْ سُكُوْنٍ مُّسْجَلَا

۳۸

اور دوسرا (مد) جو فرعی ہے وہ سبب (یعنی) ہمزہ یا سکون پر (یا ہمزہ[1] اور سکون جیسے سبب پر) موقوف ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ (سبب) مطلق[2] (اور عام کیا ہوا) ہے۔

حُرُوْفُهٗ ثَلَاثَةٌ فَعِيْهَا
مِنْ لَّفْظِ وَایٍ وَّهْیَ فِیْ نُوْحِيْهَا

۳۹

اس (مد) کے حروف تین ہیں۔ پس تو انہیں "وَایٍ" کے لفظ سے (لے کر)

[1] پہلے ترجمہ پر "کَهَمْزٍ" کا کاف زائدہ ہے اور "هَمْزٍ اَوْسُكُوْنٍ" مجموعہ معطوفین سبب سے بدل ہے اور دوسرے ترجمہ پر تشبیہ کیلئے ہے جس سے اسطرف اشارہ کیا ہے کہ ان دو کے علاوہ مد کے سبب اور بھی ہیں اور وہ بھی دو ہی ہیں :۔ [1] نفی میں مبالغہ [2] اسم الجلالہ کی تعظیم لیکن یہ دونوں معنوی سبب ہیں، لفظی بس یہی دو ہیں جنکا ذکر مصنف نے صراحتاً فرمایا ہے یعنی ہمزہ اور سکون۔

[2] سبب کے عام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمزہ خواہ متصل ہو خواہ منفصل ایسے ہی سکون خواہ لازمی ہو خواہ عارضی۔

محفوظ کرلے اور وہ (تینوں) "نُوْحِيْهَا" میں جمع ہیں۔

وَالْكَسْرُ قَبْلَ الْيَا وَقَبْلَ الْوَاوِ ضَمْ
شَرْطٌ وَّفَتْحٌ قَبْلَ اَلْفٍ يُّلْتَزَمْ
(۴۰)

اور یا (ئے ساکنہ) سے پہلے کسرہ کا اور واوٗ (ساکنہ) سے پہلے ضمہ کا ہونا (ان دونوں کے مدّہ ہونے کے لیے) شرط ہے اور الف سے پہلے فتحہ لازم کیا جاتا ہے (یعنی اس سے پہلے ہمیشہ فتحہ ہی ہوتا ہے)۔

وَاللِّيْنُ مِنْهَا الْيَا وَ وَاوٌ سَكَنَا
اِنِ انْفِتَاحٌ قَبْلَ كُلٍّ اُعْلِنَا
(۴۱)

اور لین (کے حروف) ان (تین) میں سے وہ واوٗ اور یاء ہیں جو ساکن ہوں اگر (ان دونوں میں سے) ہر ایک سے پہلے فتحہ ظاہر کیا جائے (یعنی پایا جائے)۔

اَحكَامُ الْمَدِّ

مد کے احکام

لِلْمَدِّ اَحْكَامٌ ثَلَاثَةٌ تَدُوْمُ
وَهِيَ الْوُجُوْبُ وَالْجَوَازُ وَاللُّزُوْمُ
(۴۲)

مد (فرعی) کیلئے ایسے تین احکام ہیں جو ہمیشہ رہتے ہیں، اور وہ وجوب (واجب ہونا) اور جواز (جائز ہونا) اور لزوم (لازم ہونا) ہیں۔

فَوَاجِبٌ اِنْ جَآءَ هَمْزٌ بَعْدَ مَدّ
فِيْ كِلْمَةٍ وَّ ذَا بِمُتَّصِلٍ يُعَدّ
(۴۳)

پس (مد) واجب ہے اگر (حرفِ) مد کے بعد ہمزہ ایک ہی (یعنی اسی) کلمہ میں آئے، اور یہ (مدمدّ) متصل شمار کیا جاتا ہے (یعنی اس کو مدّ متصل کہتے ہیں)۔

یعنی مدفرعی جس جگہ بھی ہوتا ہے وہاں ان تین باتوں میں سے ایک نہ ایک ضرور ہوتی ہے۔ پس وجوب جواز اور لزوم یہ تو احکام ہیں اور واجب، جائز اور لازم اقسام۔

وَجَآئِزٌ مَدٌّ وَّقَصْرٌ اِنْ فُصِلْ
كُلٌّ بِكِلْمَةٍ وَّهٰذَا الْمُنْفَصِلْ
(۴۴)

اور جائز ہے مد بھی اور قصر بھی، اگر جدا کر دیا جائے (مدّہ اور ہمزہ دونوں میں سے) ہر ایک ایک (علیحدہ) کلمہ میں، اور یہ (مدِ منفصل) ہے۔

وَمِثْلُ ذَا اِنْ عَرَضَ السُّكُوْنْ
وَقْفًا كَتَعْلَمُوْنَ نَسْتَعِيْنْ
(۴۵)

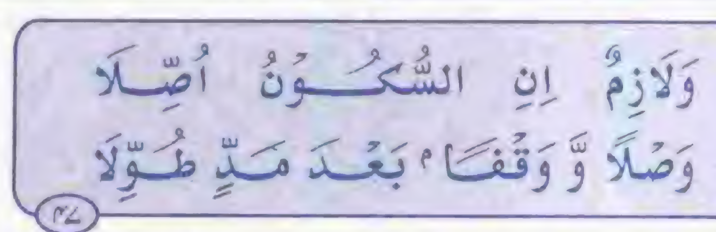
اور اسی (مدِ منفصل ہی) کی مانند ہے اگر عارض ہو جائے سکون وقف کی وجہ سے[1] جیسے تَعْلَمُوْنَ○ اور نَسْتَعِيْنُ○ (اور جیسے مِنْ خَوْفٍ○ اور وَالصَّيْفِ○)۔

اَوْ قُدِّمَ الْهَمْزُ عَلَى الْمَدِّ وَذَا
بَدَلْ كَاٰمَنُوْا وَاِيْمَانًا خُذَا
(۴۶)

یا مقدم کیا گیا ہو ہمزہ مدّہ پر جیسے اٰمَنُوْا اور اِيْمَانًا (یعنی اس مدّہ میں بھی دونوں وجوہ ہیں) اور یہ (مدِ مدّ) بدل[2] ہے، تو اس (قسم) کو بھی ضرور لے لے۔

[1] یعنی جس مدّہ اور لین کے بعد وقفاً سکون عارض ہو جائے اس میں بھی مدِ منفصل کی طرح مد و قصر دونوں جائز ہیں۔

[2] لیکن مد بدل روایتِ حفص میں مروی نہیں، لہٰذا اس روایت کے طلبا کیلئے یہ شعر زائد اور خارج از بحث ہے


وَلَازِمٌ اِنِ السُّكُوْنُ اُصِّلَا
وَصْلًا وَّ وَقْفًا بَعْدَ مَدٍّ طُوِّلَا
(٤٧)

اور (مد) لازم ہے اگر اصلی قرار دیا جائے سکون، مدہ (یا لین) کے بعد وصل اور وقف (دونوں حالتوں) میں، اور یہ طول سے پڑھا جائے گا۔

اَقْسَامُ الْمَدِّ اللَّازِم

مد لازم کی قسمیں

اَقْسَامُ لَازِمٍ لَّدَيْهِمْ اَرْبَعَهْ
وَتِلْكَ كِلْمِيٌّ وَّحَرْفِيٌّ مَّعَهْ
(٤٨)

ان (قراء) کے نزدیک مد لازم کی قسمیں چار ہیں:۔ اور وہ کلمی ہے اور اس کے ساتھ حرفی بھی ہے۔

كِلَاهُمَا مُخَفَّفٌ مُثَقَّلُ
فَهٰذِهٖ اَرْبَعَةٌ تُفَصَّلُ ۴۹

(پھر یہ) دونوں کی دونوں مخفف بھی ہیں (اور) مثقل بھی۔ پس یہ چار ہوئیں جو (آئندہ اشعار میں) تفصیل سے بتائی جائیں گی۔

فَاِنْ بِكِلْمَةٍ سُكُوْنٌ اِجْتَمَعْ
مَعْ حَرْفِ مَدٍّ فَهُوَ كِلْمِيٌّ وَّقَعْ ۵۰

پس اگر حرفِ مد کے ساتھ ایک (اسی[1]) کلمہ میں سکون جمع ہو جائے تو وہ (مدّ لازم) کلمی واقع (یعنی ثابت) ہوا ہے۔

اَوْ فِيْ ثُلَاثِيِّ الْحُرُوْفِ وُجِدَا
وَالْمَدُّ وَسْطُهٗ فَحَرْفِيٌّ بَدَا ۵۱

اور[2] اگر پائے جائیں وہ دونوں (مدّہ اور سکون) تین حرفوں والے مقطعات میں (سے کسی حرف میں) اور اسکا درمیان والا (حرف) مدّہ ہو تو (وہ مدّ لازم) حرفی ظاہر ہوا ہے۔

[1] کیونکہ اگر مدّہ اور سکون دو کلموں میں جمع ہوں تو وہ مدّہ سرے سے حذف ہی ہو جاتا ہے۔ جیسے اِذَا الشَّمْسُ میں الف اور لام۔
[2] پس اَوْ یہاں "اور" کے معنیٰ میں ہے "یا" کے معنیٰ میں نہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَم

كِلَاهُمَا مُثَقَّلٌ اِنْ اُدْغِمَا
مُخَفَّفٌ كُلٌّ اِذَا لَمْ يُدْغَمَا

(۵۲)

(پھر وہ) دونوں کے دونوں (کلمی اور حرفی) مثقل ہیں، اگر ادغام سے پڑھے جائیں، (اور) اگر وہ ادغام سے نہ پڑھے جائیں تو (ان دونوں میں سے) ہر ایک مخفف ہے۔

وَاللَّازِمُ الْحَرْفِيُّ اَوَّلَ السُّوَرْ
وُجُوْدُهٗ وَفِيْ ثَمَانٍ اِنْحَصَرْ

(۵۳)

اور لازم حرفی جو ہے اس کا وجود سورتوں کے شروع میں (حروفِ مقطعات میں) ہے۔ اور وہ آٹھ (حرفوں) میں منحصر ہے۔

يَجْمَعُهَا حُرُوْفُ كَمْ عَسَلٍ نَّقَصْ
وَعَيْنُ ذُوْ وَجْهَيْنِ وَالطُّوْلُ اَخَصْ

(۵۴)

جمع کرتے ہیں ان (آٹھ حرفوں) کو کَمْ عَسَلٍ نَّقَصْ کے حروف اور عین دو وجوہ (طول و توسط) والا ہے اور طول اَولیٰ ہے۔

یعنی آٹھ حرف اس مجموعہ میں جمع ہیں، اور معنیٰ اس مجموعہ کے یہ ہیں :- "بہت سے شہد ناقص ہو گئے ہیں"۔

وَمَا سِوَى الْحَرْفِ الثُّلَاثِيْ لَا اَلِفْ
فَمَـــدُّهٗ مَـــدٌّ طَبِيْعِـــيٌّ اُلِفْ
(۵۵)

اور الف[1] کے علاوہ جو (حرف بھی) تین حرفوں والے (حرف) کے سوا ہے تو اسکا مد (ہی) مدِ طبیعی ہے۔ یہ (مد) الفت دیا گیا ہے (یعنی طبیعتوں کو مانوس ہے)۔

وَذَاكَ اَيْضًـــا فِيْ فَـــوَاتِحِ السُّـــوَرْ
فِيْ لَفْظِ حَيٍّ طَاهِرٍ قَدِ انْحَصَرْ
(۵۶)

اور یہ (الف اور دو حرفی مقطعات) بھی سورتوں کے شروع میں (ہی) ہیں اور یہ حَیٌّ طَاهِرٌ[2] کے لفظ میں (جمع) ہیں۔

وَيَجْمَعُ الْفَـــوَاتِحَ الْاَرْبَعْ عَشَرْ
صِلْهُ سُحَيْرًا مَّنْ قَطَعَكَ ذَا اشْتَهَرْ
(۵۷)

اور جمع کرتا ہے سورتوں کے شروع والے (ان) چودہ (مقطعات) کو صِلْهُ سُحَيْرًا مَّنْ قَطَعَكَ (کا مجموع۔ ان مقطعات کے لیے) یہ (مجموع اہلِ فن

[1] پس الف میں باوجود ثلاثی ہونے کے بھی مد نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس میں سرے سے شرطِ مد ہی موجود نہیں۔

[2] اور الف کے بغیر صرف دو حرفی مقطعات کیلئے حَیٌّ طَهُرَ کا مجموعہ مشہور ہے۔

کے یہاں) مشہور ہو گیا ہے۔

اور معنیٰ اس مجموعہ کے یہ ہیں: ”جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اسے صبح سویرے (یعنی جلدی سے) ملالے اور اس کیساتھ صلۂ رحمی (اور احسان) سے پیش آ۔“

اَلْخَاتِمَةُ

وَتَمَّ ذَا النَّظْمُ بِحَمْدِ اللّٰهِ
عَلٰى تَمَامِهِ بِلَا تَنَاهِيْ
(۵۸)

اور پوری ہو گئی ہے یہ نظم اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ۔ جو اس کے کامل ہو جانے پر ہے۔ حالانکہ وہ (حمد) غیر متناہی (نہ ختم ہونے والی) ہے۔

ثُمَّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَبَدًا
عَلٰى خِتَامِ الْاَنْبِيَاءِ اَحْمَدَا
(۵۹)

پھر صلوٰۃ وسلام نازل ہوتے رہیں ہمیشہ ہمیشہ نبیوں کے ختم کرنے والے احمد (ﷺ) پر۔

وَالْآلِ وَالصَّحْبِ وَكُلِّ تَابِعِ
وَكُلِّ قَارِئٍ وَّكُلِّ سَامِعِ

(۶۰)

اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ہر پیروی کرنے والے پر اور (قرآن کے) ہر پڑھنے والے اور اس کے ہر سننے والے پر۔

اَبْيَاتُهُ نَدٌّ بَدَا لِذِى النُّهٰى
تَارِيْخُهُ بُشْرٰى لِمَنْ يُّتْقِنُهَا

(۶۱)

اس (نظم) کے اشعار عقل والوں کیلئے (تعداد میں) نَدٌّ بَدَا (یعنی اکسٹھ[1]) ہیں (اور نَدٌّ بَدَا کے معنیٰ یہ ہیں: عمدہ اور خوشبودار بوٹی ظاہر ہوگئی ہے)۔ اس کی تاریخ بُشْرٰى لِمَنْ يُّتْقِنُهَا (یعنی گیارہ سو اٹھانوے[2]) ہے (اور معنیٰ اس کے یہ ہیں: اس شخص کیلئے خوشخبری ہے جو ان کو یاد کرلے)۔

تمت بالخیر

احقر ابوالاشرف محمد شریف
خادم مدرسہ دار القرآن ○ ماڈل ٹاؤن لاہور
۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ ۲۹ اپریل ۱۹۷۷ء

تصحیح و تدوین و ترتیب: خالد محمود، دار القرآن لاہور ۲ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ ۲۹ نومبر ۲۰۰۰ء / نظر ثانی: ۲۷ شوال ۱۴۳۰ھ ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۹ء / منگل ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ ۱۳ مارچ ۲۰۱۲ء

[1] کیونکہ ابجد کے حساب کی رو سے نون کے پچاس، دال کے چار، بار کے دو، پھر دال کے چار اور الف کا ایک عدد ہے۔ ان سب کا مجموعہ اکسٹھ ہی ہے۔

[2] کیونکہ بار کے دو، شین کے تین سو، رار کے دو سو، یار کے دس، لام کے تیس، میم کے چالیس، نون کے پچاس پھر یار کے دس، تار کے چار سو، قاف کے ایک سو پھر نون کے پچاس اور حار کے پانچ عدد ہیں اور الف کا ایک عدد اور یہ سب ۱۱۹۸ھ ہی بنتے ہیں۔

قراءات

تلخيص المعاني

اللوامع ... الشاطبية

طيبة النشر في القراءات العشر

التيسير

الدرة المضية

القرة المرضية

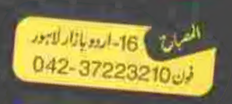
الزهرة

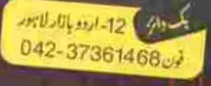
مكتبة القراءة لاهور

ملنے کے پتے









ublished by:
laktabatul-Qira-at. 143-B, Model Town, Lahore